REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP. 23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۴۵ | شمارہ ۸

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:-
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:-
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲ر شوال ۱۴۱۶ ہجری | ۲۲ر تبلیغ ۱۳۷۵ ہش | ۲۲ر فروری ۱۹۹۶ء

اخبارِ احمدیہ

لندن، ۱۷ر فروری۔ (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں۔

حضور روزانہ ہندوستانی وقت کے مطابق ۵ بجے سے ۳۰-۶ بجے شام تک قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔ اب تک حضور سورۃ نساء کی آیت ۱۵ تک درس دے چکے ہیں۔

پیارے آقا کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الٰہی فیضان کے حصول کا وقت رات ہی ہے۔

فرمایا:- "میں نہیں سمجھتا کہ رات اور دن میں فرق ہی کیا ہے۔ صرف نور اور ظلمت کا فرق ہے۔ سو وہ نور تو مصنوعی بھی بن سکتا ہے۔ بلکہ رات میں تو یہ ایک برکت ہے خدا نے بھی اپنے فیضان عطا کرنے کا وقت رات ہی رکھا ہے۔ چنانچہ تہجد کا حکم رات کو ہے۔ رات میں دوسری طرفوں سے فراغت اور کشمکش سے بے فکری ہوتی ہے۔ اچھی طرح دلجمعی سے کام ہو سکتا ہے۔ رات کو مُردہ کی طرح پڑے رہنا اور سونے سے کیا حاصل؟"

اپنی ہر شے خدمتِ دین میں خرچ کرنا خوش قسمتی ہے۔

"جو ہو سکے تو دین کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہے کہ انسان کا وقت، وجود، قُویٰ، مال، جان خدا کے دین کی خدمت میں خرچ ہو۔ ہمیں تو صرف مرض کے دورہ کا اندیشہ ہوتا ہے ورنہ دل یہی کرتا ہے کہ ساری ساری رات لکھے جاویں۔ ہماری تو قریباً تمام کتابیں امراض و عوارض میں ہی لکھی گئی ہیں۔ ازالہ اوہام کے وقت میں بھی ہم کو خارش تھی۔ قریباً ایک برس تک وہ مرض رہا۔"

مُنشّی اشیاء کا استعمال عمر کو بہت گھٹا دیتا ہے۔

"اللہ! اللہ! کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مُضر اشیاء کے ضرر سے بچالیا۔ یہ مُنشّی چیزیں شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں۔ اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں۔ یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑوں مخلوق ان گناہ کے امراض سے بچ گئی جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔"

زبان کی بیباکی سچے تقویٰ سے محرومی کی دلیل ہے۔

"انسانی زبان کی چھری تو رُک سکتی ہی نہیں جب خدا کا خوف کسی دل میں نہ ہو۔ انسانی زبان کی بیباکی اس امر کی دلیل ہے کہ اس کا دل سچے تقویٰ سے محروم ہے۔ زبان کی تہذیب کا ذریعہ صرف خوفِ الٰہی اور سچا تقویٰ ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹)

اولیاء اللہ کی صفات

"ولی کیا ہوتے ہیں یہی صفات تو اولیاء کے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھ، ہاتھ، پاؤں غرض کوئی عضو ہو منشاء الٰہی کے خلاف حرکت نہیں کرتے۔ خدا کی عظمت کا بوجھ ان پہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی زیارت کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے۔ پس تم بھی کوشش کرو۔ خدا بخیل نہیں ہے

ہر کہ عارف تر است ترساں تر"

کچھ حصہ رات کو آرام ضرور کرنا چاہیئے۔

ایک مخلص کی بدخوابی کے تذکرہ پر فرمایا: "دیکھو قرآن شریف سورۃ مزمل میں صاف تاکید ہے کہ انسان کو کچھ حصہ رات آرام بھی کرنا چاہیئے۔ اس سے دن بھر کی کوفت اور تکان دور ہو کر قُویٰ کو اپنا خرچ شدہ مادہ بہم پہنچانے کا وقفہ مل جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یعنی سُنّت بھی اسی کے مطابق ثابت ہے چنانچہ فرماتے ہیں اُصَلِّیْ وَ اَنُوْمُ۔ اصل میں انسان کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے۔ اگر ہم ایک گھوڑے سے ایک دن اس کی طاقت سے زیادہ کام لیں اور اسے آرام کرنے کا وقفہ ہی نہ دیں تو بہت قریب ایسا وقت ہوگا کہ ہم اس کے وجود کو ہی ضائع کر کے گھوڑے کے فائدہ سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ نفس کو گھوڑے سے مناسبت بھی ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

منیر احمد خادم آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ تبلیغ ۱۳۷۵ ہش

عید الفطر

محبت، پیار اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی کا تہوار

اگرچہ یہ شمارہ جب قارئین بدر کی خدمت میں پہنچے گا وہ رمضان کی روحانی مصروفیتوں کے بعد عید سعید کی مبارک تقریب بھی منا چکے ہوں گے۔ پھر بھی مذکورہ عنوان کے تحت گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ اس موقع پر اس مقدس پیغام کو یاد رکھا جائے جو ابھی حال ہی میں رمضان اور عید نے ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ اور پھر اس مبارک و مقدس پیغام کی روشنی میں اپنی زندگی کے بقیہ دنوں کو گزارا جائے۔

رمضان، وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک عاقل بالغ مسلمان ارشادِ خداوندی کے مطابق تیس روزے مکمل کرتا ہے جو اُسے جسمانی، اخلاقی اور روحانی صحت عطا کرتے ہیں۔ روزہ رکھنے سے انسان کو بہت سی جسمانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ ہلکاپن اور چستی عطا ہوتی ہے۔ جسم کی زائد چربی گھلتی ہے۔ معدے کو طاقت نصیب ہوتی ہے۔ جسم کے ردی مواد زائل ہوتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "صُوْمُوْا تَصِحُّوْا" یعنی روزہ رکھا کرو اس سے جسمانی صحت حاصل ہوتی ہے۔ جسمانی صحت کے حصول کے علاوہ روزے دار کو اسلام کا حکم ہے کہ روزے کی حالت میں جھوٹ نہیں بولنا۔ کیونکہ جھوٹ معاشرے کی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ انسان جھوٹ بول کر ہی دوسرے کا حق مارتا ہے۔ جھوٹ بول کر ہی ناانصافی کرتا ہے۔ جھوٹ بول کر ہی وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اپنے جھوٹے عمل سے ہی ماپ تول کی کمی کرتا ہے۔ اور اپنے جھوٹے عمل کے نتیجے میں ہی چیزوں میں ملاوٹ کرتا ہے، رشوت لیتا ہے۔ اور خدا کی مخلوق کا نقصان کرتا ہے۔

ان معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کے علاوہ اس مبارک مہینہ میں روزہ دار کو حکم ہے کہ لڑائی جھگڑا کرنے، گالی گلوچ کرنے، منافرتیں پھیلانے اور بے حیائی کی باتیں کرنے سے پرہیز کرے اور ان سب معاشرتی برائیوں کو جڑ سے کاٹ ڈالنے کے لئے ہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو رمضان کے تیس دنوں میں ایک ایسی ٹریننگ دینے کی خاطر جو کہ اس کی باقی زندگی میں عادت کے طور پر اس کے ساتھ جاری رہے فرمایا کہ "جو روزے دار روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنے اور جھوٹی بات پر عمل کرنے سے باز نہیں آتا اللہ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی پروا نہیں ہے۔" (بخاری)

اب ظاہر ہے کہ اگر دنیا کے تمام مسلمان جو مذکورہ بالا شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے تیس روزوں کو مکمل کریں گے، خاص طور پر رمضان کے مبارک مہینے میں حق تلفی، ناانصافی، وعدہ خلافی، بددیانتی، رشوت، چوربازاری، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد سے دور رہیں گے تو ایسا معاشرہ برائیوں سے پاک ہو کر سچائی اور امن کا معاشرہ بن جائے گا۔ اور اگر تیس دن تک ان کاموں کی عادت پڑ جائے تو بہت سے لوگ پھر اس کو باقی زندگی میں بھی اپنی عادت وفطرت کا ایک اٹوٹ حصہ بنالیں گے۔ اس طرح آہستہ آہستہ دنیا سے برائیوں کا خاتمہ ہو سکے گا۔

جہاں ایک طرف روزہ دار کو برائیوں سے بچنے کا حکم ہے وہیں ان منفی صفات کو بالائے طاق رکھ کر نیکی کو پھیلانے اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی کی تعلیم ہے۔ رمضان کے مہینے میں خاص طور پر تاکیدی ارشاد ہے کہ صدقہ وخیرات کیا جائے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں تیز آندھی کی طرح صدقہ وخیرات فرمایا کرتے تھے۔ اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کا حکم دیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا رمضان کا مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جو شخص اس میں اپنے مزدور یا نوکر سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے، اللہ اُس سے راضی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنی بھوک کے احساس سے دوسروں کی بھوک کو سمجھے اور اپنی تکلیف سے دوسروں کی تکلیف کا احساس کرے۔ خاص طور پر پانچ وقت کی نمازیں اور نمازِ تہجد کی ادائیگی کا التزام کرے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت اور اس کے احکامات پر عمل کو اپنی روزمرہ زندگی کا معمول بنالے اور ہر وقت اللہ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی تسبیح، تحمید اور بزرگی کے ذکر کو اپنی زندگی کا حسین مشغلہ بنالے۔

اب مذکورہ بالا تمام عبارت کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا جو معاشرہ رمضان کے تیس روزوں کو اُن کی شرائط کے مطابق گزارتا ہے تو ایسا معاشرہ لازماً جنت کا معاشرہ بن جاتا ہے۔ اس معاشرے میں ہر طرف محبت و پیار، امن وشانتی و رواداری کی خوشبودار ہوائیں چلیں گی۔ اسی لئے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری) اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے سلامتی کے ساتھ گزر جانے میں سارے سال کی سلامتی وابستہ ہے۔
(الجامع الصغیر الجزء الاوّل حدیث ۶۷۵)

پس حقیقی عید تو اُسی کی عید ہے جس نے رمضان کے تیس دنوں کی جو ٹریننگ حاصل کی ہے وہ اُسے اپنی تمام زندگی میں بھی جاری رکھنے کا عہد کرتا ہے۔ عید صرف اس چیز کا نام نہیں ہے کہ اچھا کھانا کھایا، اچھے کپڑے پہنے اور ظاہری خوشیاں منائیں۔ بلکہ حقیقی عید تو اُس وقت منائی جا سکتی ہے جبکہ مسلمانوں کا معاشرہ اسلام کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق رمضان کے دنوں کو گزار کر اپنی باقی زندگی کو بھی رمضان میں دی گئی ٹریننگ کے مطابق گزارے۔ یہی عید الفطر کا حقیقی مقصد ہے اور اسی لئے رمضان کے بعد عید کی خوشی رکھی گئی ہے۔

عید میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ تمام شہر کے مسلمان ایک جگہ اکٹھا ہو کر پہلے تو شکرانے کے دو نفل ادا کریں اور پھر امام اپنے خطبہ میں تمام مسلمانوں کو اپنی باقی زندگی کے ایام بھی رمضان میں سکھائے گئے سبق کے مطابق گزارنے کی تلقین کرے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو جائے تو تب ہی عید الفطر کا حقیقی مزہ ہے۔ تب ہی اچھا کھانے، اچھا پہننے اور خوشیاں منانے کا حقیقی مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ نے عید منانے والوں کو جو نصیحت کی ہے اسی پر اس گفتگو کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے۔ غریب کے دکھ میں شریک ہونا اُس کا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا، یہ اور اسی قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ عید کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں اُن میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں …… یہ ہے وہ عید جو درحقیقت اسلام کی عید ہے۔"

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو حقیقی اور ابدی عید کی خوشیاں عطا کرے۔ اسی دلی تمنا اور دعا کے ساتھ قارئین بدر کی خدمت میں عید مبارک۔

(منیر احمد خادم)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

ارشادِ نبویؐ
اِحْفَظْ لِسَانَكَ
(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)
—(منجانب)—
بعض اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آلو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۱ - ۷۰۰۰۰
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۶۵۲
۲۴۳۰۷۹۴

خطبہ جمعہ

عرش پر قرار پکڑنا مقام تنزہ کی طرف اشارہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ خدا اور مخلوق کو باہم مخلوط سمجھا جائے

عرش الٰہی کے متعلق تفاسیر میں موجود روایات کا تجزیہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۳ راکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۳ راخاء ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الزمر: ۷۶)

پھر فرمایا:

اور تو اس دن ملائکہ کو دیکھے گا کہ وہ "مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ" عرش کے چاروں طرف اس کے اردگرد خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کر رہے ہوں گے۔ "وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ" اور جن کا فیصلہ کیا جانا ہے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا "وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" اور یہ کہا جائے گا کہ تمام تعریف رب العالمین ہی کی ہے خالصتًہ اسی کی ہے ہر سچی تعریف تمام تر تعریف تمام جہانوں کے رب کی ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی عرش کا ذکر ہے اور اس سے پہلے جو میں نے گزشتہ خطبے میں آیت تلاوت کی تھی اور ایک اور آیت کا حوالہ دیا تھا اس میں بھی عرش الٰہی کا ذکر ملتا ہے لیکن کسی آیت کریمہ میں بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے اور یہ خیال مفسرین کی وجہ سے یا بعض ایسی حدیثوں کی وجہ سے راہ پا گیا جو بہت بعد کے زمانہ میں اکٹھی ہوئیں اور ادنیٰ سے غور سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ وضعی احادیث ہیں ان کا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں ہر وہ حدیث جو خود آپس میں بھی متضاد ہو اور قرآن کے مضامین سے بھی ٹکراتی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتی کبھی ہر وہ حدیث جس کی جڑیں GREEK MYTHOLOGY میں ملتی ہوں یعنی یونانی فلسفہ اور ان کے مصنوعی خداؤں کے تصور میں ملتی ہوں صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ تصور رفتہ رفتہ اسلام میں راہ پا گئے اور بعض علماء نے اس تصور پر مبنی بعض لوگوں کی من گھڑت حدیثوں کو قبول کر لیا اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں جو احادیث قطعی مثلاً بخاری میں ملتی ہیں یا اور مستند کتب میں ہیں ان میں ان باتوں کا اشارۃً بھی ذکر نہیں۔ جو آخری زمانے کی ایسی احادیث ہیں جو مثلاً حدیث کی کتب میں ہی نہیں بلکہ وہ ایک تاریخ کی کتاب میں ملتی ہیں جس کا مصنف اس تاریخ کا سات سو سال بعد پیدا ہوا ہے یا تفسیروں میں ملتی ہیں ایسی تفسیروں میں جو بہت بعد کے زمانے کے علماء کی تفسیریں ہیں یا ایسی حدیثوں کی کتب میں ملتی ہیں جن کا مصنف یا مؤلف چار سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، چار سو جمع کچھ سال کے بعد فوت ہونا ہے اور ایسی حدیثوں کی بھرمار پیچھے چھوڑ گیا ہے جو اسلام میں کثرت کے ساتھ فتنے کا موجب تو بن سکتی ہیں نور کے پھیلانے کا موجب نہیں بنتیں کیونکہ وہ تمام احادیث اپنے اندر گواہی رکھتی ہیں کہ من گھڑت باتیں ہیں نہ قرآن سے ان کا تعلق ہے نہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کوئی تعلق ہے ان احادیث کے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھ کر پھر قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات کے حوالے سے اس مضمون کو مزید کھولوں گا۔

بحوالہ درِ منثور للسیوطی، اب سیوطی کی کتاب جو سیوطی ہیں مؤلف یا مصنف یہ علامہ جلال الدین سیوطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آٹھ سو انچاس سال بعد پیدا ہوئے ہیں اور آٹھ سو انچاس سال بعد اور بعض حدیثیں درج کر رہے ہیں جن کی کوئی بھی مستقل سند ایسی نہیں ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا قطعی طور پر ثابت کیا جا سکے کیونکہ وہ حدیث جو آٹھ سو کچھ سال تک ڈوبی رہی ہے وہ اچانک اس تفسیر نگار کے ہاتھ آگئی اور اس سارے عرصے میں بڑے بڑے عظیم محدثین گزرے ہیں ان کو کانوں کان تک خبر نہ ہوئی کہ یہ حدیث ابھی دنیا میں موجود ہے اور انہی مصنفین نے اس قسم کی حدیثیں پیش کیں جن کا اعتماد ان احادیث کے تجزیے پر نظر ڈالنے سے یک دفعہ نظر ڈالنے سے ہی اٹھ جاتا ہے کیونکہ ایسے ایسے لغو جنوں بھوتوں اور پریوں کے قصے، ایسی متضاد باتیں جو تاریخ سے متصادم، عقل سے متصادم اور اتنے واضح اپنے اندر تضاد رکھتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کے ایسے واقعات جو مثلاً حضرت یحییٰ کے زمانے سے بھی چار پانچ سو سال پہلے کے واقعات گزرے ہیں ان کو حضرت یحییٰ کے زمانے میں دکھا رہے ہیں۔ غرضیکہ ایسے کھلے واضح تضادات ہیں کہ ایک محقق کا فرض تھا کہ دیکھتے ہی ایسی تمام حدیثوں کو اندرونی تضادات کی رو سے ہی رد کر دیتا مگر اکثر ان بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ مرفوع ہے کہ نہیں اب جو مصنوعی حدیثیں بناتا ہے وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک پہنچانے میں بھی تو ملکہ رکھتا ہوگا اس کو مرفوع کر دینا تو اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ پس محض اصطلاح

مرفوع ایسی ہاتھ لگ گئی ہے کہ ان لغویات پر اعتماد کرنا شروع کر دیا جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرنا آپ کی گستاخی ہے قطعی طور پر وہ محمد رسول اللہ جو قرآن سے جلوہ گر ہوتے ہیں، قرآن سے اُٹھتے ہیں ان کی طرف وہ حدیثیں منسوب ہو ہی نہیں سکتیں۔ میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں عرش ہی کے تعلق ہیں۔

در منثور میں حضرت مکحول رضی اللہ لکھا ہوا ہے لیکن تابعی ہیں۔ حضرت مکحول تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش کو اُٹھانے والے چار فرشتے ہیں ایک فرشتہ صورتوں کی سردار صورت پر ہے یعنی انسان کی صورت پر اور ایک فرشتہ درندوں کے سردار شیر کی صورت پر ہے اور ایک فرشتہ چارپایوں کے سردار بیل کی صورت پر ہے اور وہ یوم العجل یعنی بچھڑے کو معبود بنائے جانے کے دن سے اس وقت تک سخت غصے کی حالت میں ہے کہ میں بیلوں میں ہوں اور ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا گیا ہے اس لئے میری سخت بے عزتی ہوئی ہے اس وقت سے اس کا غصہ اُترا ہی نہیں رہا اس فرشتے کا اور ایک فرشتہ پرندوں کے سردار باز کی شکل میں ہے (ابو الشیخ بحوالہ در منثور السیوطی سورہ المومن زیر آیت نمبر ۸)

اب جس نے بھی دیو مالائی کہانیاں پڑھی ہوئی ہیں وہ فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ نعوذ باللہ من ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ دیو مالائی کہانیوں کی پیداوار ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ مگر محدثین نے بے چاروں نے یہ بحثیں اُٹھائی ہیں کہ یہ صحابی پر جا کے کھڑی ہوتی ہے یا تابعی پہ جا کے کھڑی ہوتی ہے اصطلاحاً اس کو مرفوع کہا جا سکتا ہے کہ نہیں اور مرفوع کہہ کر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث قابلِ اعتماد ہو گئی۔

اب ایسی ہی ایک مرفوع حدیث "عن ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اُم سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ عرش ایک ایسے فرشتے پر ہے چار فرشتے نہیں ہیں عرش کے، ایک ہی فرشتے نے اُٹھایا ہوا ہے ایک۔ ایسے فرشتے پر ہے جو موتی سے بنا ہوا ہے اور مُرغ کی شکل پر ہے۔ اب چونکہ یہ مرفوع بن گئی اس لئے مولوی انہی حدیثوں کے اوپر وعظ بناتے اور عجیب و غریب کہانیاں پھیلا کر اسلام کا تصور ہی بگاڑ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اس کے پاؤں زمین کی نرم تہہ میں ہیں اور اس کے پر مشرق میں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے (ابن مردویہ بحوالہ دُرِّ منثور سورۃ المومن زیر آیت نمبر ۸)

اب بتائیے یہ کلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہو سکتا ہے؟ کوئی انسان جس کی سیرت محمد رسول اللہ پر نظر ہو جس نے صحیح بخاری اور دوسری صحاح کتب کا مطالعہ کیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس پاک سیرت پر نظر ہو جو قرآن پیش کرتا ہے وہ ایک لحظہ کے لئے بھی اس کو مان نہیں سکتا اس سے بڑی گستاخی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ممکن ہی نہیں ہے کہ اس قسم کی لغویات کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے

اور ایک اور مرفوع حدیث جس کو محققین کہتے ہیں کہ مرفوع ہے "عن ابن عباس" حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ حضرت ابن عباس پر جو سب سے زیادہ ظلم کیا گیا ہے وہ ان لوگوں کی طرف سے کیا گیا ہے جنہوں نے آپ کا نام بیچنے کے لیے وضعی حدیثیں آپ کی طرف منسوب کر دیں وہ روایت کیا ہے عرش اُٹھانے والوں میں ہر ایک کے کندھے اور اس کے پاؤں کے موے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مزید ذکر کیا کہ اس فرشتے کا ایک قدم مشرق سے مغرب تک ہے۔ (عبد بن حمید ابن مردویہ والبیہقی بحوالہ در منثور للسیوطی سورہ المومن زیر آیت نمبر ۸)

اگر پانچ سو سال کی مسافت ہے پاؤں کے تلووں سے اور اس کے درمیان پھر قدم تو اس سے بھی بہت زیادہ ہو گا جتنی زمین پوری کی پوری ہے

ہر وہ حدیث جو خود آپس میں بھی متضاد ہو اور قرآن کے مضامین سے بھی ٹکراتی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتی

لیکن ایک اور حدیث بھی سُن لیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی طرف منسوب ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ کہتے ہیں چار نہیں آٹھ ہیں اور یہ حدیث جس نے بھی بنائی ہے اس کی قرآن کریم کی ایک آیت پر نظر ہے جس میں آٹھ کا ذکر ملتا ہے۔ اگرچہ فرشتوں کا ذکر وہاں نہیں ہے۔ ابو الشیخ وابن ابی حاتم بحوالہ در منثور کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عرش کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں ان میں سے ایک کے گوشہ چشم سے، آنکھ کے ایک کونے سے اس کی آنکھوں کے پچھلے حصے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (ابو الشیخ وابن ابی حاتم بحوالہ در منثور للسیوطی سورہ المومن آیت نمبر ۸)

یہ دیو مالائی کہانیوں کو بھی مات کرنے والی باتیں ہیں اور پتہ نہیں یہ کون سے مصنف تھے جو اس زمانے میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے اور عقل کے درمیان کروڑوں سال کا فاصلہ تھا، یہ میں کہہ سکتا ہوں یا فرشتوں کی آنکھوں اور پچھلے حصہ میں تو پتہ نہیں کتنا فاصلہ تھا۔ مگر ان وضع کرنے والوں اور عقل کے درمیان کروڑہا میل کا فاصلہ ہو گا یا کروڑ ہا LIGHT YEARS کا فاصلہ قرار دیا جائے تو مبالغہ نہیں ہو گا۔ اور پھر ظلم کتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف باتیں منسوب کر رہے ہیں۔

ایک حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوئی ہے مگر یہ حدیث جو ہے ایک ایسی کتاب میں درج ہے جو کتاب اپنے لحاظ سے وقعت رکھتی ہے اور اس میں اس کا پایا جانا بہت بڑا ظلم ہے سنن ابی داؤد میں یہ حدیث آئی ہوئی ہے اور یہ درست ہے کہ صحاح میں بھی کئی دفعہ ایسی حدیثیں آئی ہیں جن میں اندرونی شہادت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اذن ملا ہے کہ میں عرش اُٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں کچھ بتاؤں جس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھوں تک سات سو سال کی مسافت ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیہ)

اب فرشتوں کا سارا تصور ہی مکانی، مادی تصور اور ایسا عجیب و غریب تصور جو آپ کو یونانی دیو مالائی کہانیوں میں کبھی نہیں ملے گا ان کا تصور بھی اس کے مقابل پر محدود ہے یعنی لو سے لے کر کندھے تک سات سو سال کی مسافت ہے یہ ان لوگوں کی بنائی ہوئی حدیثیں ہیں جنہوں نے عرش کو اونچا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں عرشِ الٰہی تو پھر بہت ہی اونچا ہو گا تو جن فرشتوں نے اُٹھایا ہوا ہے ان کا بھی تو قد کافی ہونا چاہئیے یہ اس تصور کی پیداوار حدیثیں ہیں بالکل واضح طور پر۔ اس سے ترجمہ بہتر نکلا اس نے تو یہ کہا ہے صرف کہ

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے ؎ عرش سے پرے ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

یہ تو کہتے ہیں کہ ہمارا بنایا ہوا منظر ہے لیکن یہ ظلم کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جن پر ایسی عظیم کتاب اُتری ہے جس کی کوئی مثال الٰہی کتابوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ قرآن میں پڑھ کر دیکھیں کہیں اس قسم کی واہیات باتیں اشارۃً بھی موجود ہیں لیکن باقی کتب ہیں بعد میں انسان نے کچھ باتیں داخل کر دیں مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت فرما کر ہمیشہ ہمیش کے لئے انسانیت کو فتنوں سے بچا لیا ہے۔ جو کوئی حدیث منسوب ہو اور قرآن کے تصورات سے ٹکراتی ہو قرآن کی طرزِ بیان سے ٹکراتی ہو قرآن میں مذکور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی ذات سے ٹکراتی ہو وہ رد کرنے کے لائق ہے ہرگز وہ محمد رسول اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔

اب یہ حدیث جو ہے عبد بن حمید یہ بھی دُر منثور ہی کا کارنامہ ہے اور ایک صحابی کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک مرفوع کی گئی ہے۔ حضرت میسرہؓ سے روایت ہے کہ عرش اُٹھانے والوں کے پاؤں زمین کی تہہ میں ہیں اور ان کے سر عرش کو پھاڑ کر نکلے ہوئے ہیں یعنی نعوذ باللہ من ذالک۔ خدا جہاں جسمانی طور پر بیٹھا ہوا ہے اس کی بیٹھ تخت سے نہیں لگ رہی کیونکہ جو اُٹھانے والے ہیں وہ اتنے لمبے ہیں کہ پاؤں زمین کی تہہ میں لیکن قد عرش کو پھاڑ کر اوپر نکلے ہوئے ہیں اور انتہائی خشوع کی حالت میں ہیں اپنی آنکھیں اوپر نہیں اُٹھاتے۔ ساتویں آسمان والوں سے وہ سخت خوف میں ہیں اور ساتویں آسمانوں والے اپنے سے نچلے آسمان والوں سے شدید خوف میں ہیں اور وہ اپنے سے نیچے آسمان والوں سے شدید خوف میں ہیں (عبد بن حمید بحوالہ دُرِ منثور سورۃ المؤمن زیر آیت ۸)

اوپر والوں کا خوف کوئی نہیں نچلوں کا ہی خوف ہے صرف اور یہ عجیب بات ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر عرش ہے اس پر ان کو بٹھایا اور عرش سے اوپر سر نکال دئے۔

یہ اس رسول کی طرف منسوب ہوا ہے جس کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ آپ کے معراج کے ارتقائی سفر میں جو آپ کی روحانیت کا سفر تھا اس میں عرش سے پہلے آپ رُک گئے ہیں اور آگے کسی کو مجال نہیں ہے وہ عرش یعنی معنوی عرش جو تنزیہی عرش ہے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے میں کروں گا تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ خدا سے نور یافتہ انسان خدا سے تائید یافتہ مہدی کیا چیز ہے اور یہ علماء جن من گھڑت قصوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے وہ کہتے ہیں وہ خوف میں ہیں اور سارے اپنے نچلے والوں سے ڈر رہے ہیں بڑا سخت اور عرش پھاڑ کر اس بیچارے کا تو کچھ رہنے ہی نہیں دیا عرش کو تو پارہ پارہ کر دیا انہوں نے۔ کسی چیز کو آپ پتلی تختی ہو یا کاغذ ہو کیلوں کے اوپر گاڑیں جس طرح کیل باہر نکل آتے ہیں نکلتے ہیں اسی طرح ان فرشتوں کے سر عرش سے باہر آئے ہوئے ہیں۔

اور دُرِ منثور ہی کا ایک اور کمال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باہر تشریف لائے صحابہ ذکر کی مجلس میں تھے آپ نے فرمایا کیوں نہ تمہیں اللہ کی شان کی باتیں بتاؤں تو انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ بتائیں تو آپ نے فرمایا عرش اُٹھانے والوں میں ایک فرشتہ ہے جسے اسرافیل کہتے ہیں عرش کے کناروں میں سے ایک کنارہ اس کے کندھے پر ہے اس کے قدم ساتویں زمین کی تہہ کو پار کر گئے ہیں یعنی نیچے لٹک رہے ہیں قدم اور سر ساتویں آسمان کو پار کر گیا ہے اور یہ بھی تمہارے رب کی مخلوق میں سے ہے (ابو الشیخ بحوالہ در منثور سورۃ المؤمن زیر آیت نمبر ۸)

مخلوق لفظ سے' باقی کہانی تو ویسے ہی لغو تھی مگر لفظ مخلوق نے تو اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا تو جب تک خدا کو عرش نصیب نہیں ہوا جب تک یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی کیونکہ عرش پر قرار اس کا انہی قرار ہونا چاہئے مگر جو فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ مخلوق ہیں پس اگر وہ مخلوق ہیں تو ازل سے خدا بغیر عرش کے تھا جب تک یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی اور ازل ایک ایسی چیز ہے جس کی انتہا کوئی نہیں اس کے دوسری طرف جتنا بھی آپ چلتے جائیں کوئی کنارہ ہی نہیں ہے تو خدا ابد میں رہنے تو رہے' ازل میں تو باقی نہیں رہتا پھر۔ غرضیکہ یہ وہ تصور عرش ہے جو ان کے تصورات کی انتہائی چھلانگ ہے۔

اور ایک اور دُر منثور کی حدیث سن لیجئے! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی ہے اب کہ میں ایک ایسے فرشتے کے بارے میں بتاؤں جس کے پاؤں ساتویں زمین کو بھی پار کر گئے ہیں اور عرش اس کے کندھوں پر ہے یہاں تھا، جو پہلے دوسری حدیث سے نہ واضح ہے وہاں سر بھی پار کر گیا تھا لیکن یہاں عرش اس کے کندھوں پر ہے اور وہ اکیلا ہی ہے وہ کہتا ہے تو پاک ہے۔ تو کہاں تھا تو کہاں ہوگا۔ (ابو یعلیٰ وابن مردویہ بحوالہ در منثور للسیوطی سورۃ المؤمن زیر آیت ۸)

پس یہ کلام ہے جو اُس کی زبان سے جاری و ساری ہے قریباً سے تو کہاں تھا تو کہاں ہوگا یہ جو تصورات ہیں ان ظلمات سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام مہدی نے اللہ کے نور سے نجات بخشی ہے۔ وہ نور عطا کیا جو خدا کے نور کے تصور کے لئے لازم تھا کیونکہ آنکھ نور کی طرح ہے جس کے بغیر آسمان کا نور دکھائی دے نہیں سکتا۔ جب تک عقلوں کو جلا نہ ملے جب تک عقلوں کو نور نہ عطا ہو آسمان کا نور بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ اندھا سورج کی روشنی کو دیکھ نہیں سکتا اس لئے اپنی ذات میں تو وہ کچھ نہیں کھوتا لیکن ہر اس شخص کے لئے بے معنی ہو جاتا ہے جو آنکھ کے نور سے یا اپنے فطری نور سے محروم ہو۔ پس اس قسم کے لوگوں نے اسلام کو دیکھا' اسلام کو بدنام کیا اپنی تفسیروں میں یہ قصے راہ پا گئے' جنہوں نے اُمت محمدیہ کو تصوراتی کہانیوں کی اُمت بنا دیا۔ پس اب میں آپ کو دو احادیث صحیح بخاری سے لی گئی ہیں ان کے حوالے سے عرش کا تصور بتا رہا ہوں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر جو روشنی ڈالی ہے اس کے متعلق کچھ کہوں گا۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ قرآن کریم میں فرشتوں کے عرش کو اُٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا بعض لوگ تعجب کریں گے کیونکہ تفسیر صغیر میں بھی بعض آیات کے ترجمے میں فرشتوں کے اُٹھانے کا ذکر ملتا ہے مگر جب اصل آیات دیکھیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عبارتیں جو میں آپ کو پڑھ کے سناؤں گا ان پر غور کریں اور قرآن کریم کے جو حوالے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دئے ہیں ان کو دیکھیں تو یہ ترجمہ درست دکھائی نہیں دیتا۔ یا معنوی ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکے کوئی تفسیری محاورہ استعمال کیا گیا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ بعض دفعہ ایسے ترجمے کرتے ہیں جن کا معنی آپ کو تو علم ہے لیکن پڑھنے والا اس سے کچھ اور اخذ کر سکتا ہے۔ کیونکہ تفسیر صغیر خصوصیت سے چونکہ بیماری کے ایام میں لکھی گئی تھی اور اس کو خود براہ راست آپؓ کو دوسری تیسری دفعہ دہرانے کا موقع نہیں ملا اس لئے ایسی چیزوں کا وہاں پایا جانا ہرگز بعید از قیاس نہیں لیکن حضرت مصلح موعودؓ کا ایک مقام ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مقام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک مقام ہے اور قرآن کا ایک مقام ہے ان مقامات کے دائرے میں ہمیں نچلے مقام کو اوپر کے مقام پر فضیلت دینے کا کوئی حق نہیں ہے جو چاہے میرے اس بیان پہ اعتراض

کر سکے مجھے خوشی سے قبول ہے مگر اگر مضمون ٹکراتا ہوا دکھائی دے تو ادنیٰ مقام پر اعلیٰ مقام ضرور حاوی ہوگا اور لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ کسی نے جان بوجھ کر نعوذ باللہ من ذالک بالا مضمون سے انحراف کر کے کوئی اور بات پیدا کی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ فرشتوں کا تصور بھی مختلف ہے حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ملائکۃ اللہ آپ پڑھیں تو اس سے پتہ چلے گا کہ تمام صفات دراصل فرشتوں کے زیر نگیں ہیں اور صفات اور فرشتے آپ کے نزدیک بعض دفعہ ایک ہی چیز کی دو صورتیں دکھائی دیتی ہیں تو اس لئے میں اشارہ کر رہا ہوں کہ وہاں تضاد دور کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو تمام انسانی تصور کے مطابق ہرگز نہیں لیا نہ عرش کا وہ معنی سمجھا ہے جو عرف عام میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ تفسیر صغیر تھی تفصیل کی بحث کا وہاں موقع نہیں تھا اس لئے مختصر لفظ وہاں استعمال کیا ہے جو قرآن سے یوں ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا مثلاً ”وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ“ اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن بودا دکھائی دے گا ”وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا“ اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے ”وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ“ (الحاقہ ۱۷:۱۸) اور اس دن آٹھ طاقتیں ”ثمانیہ“ آٹھ طاقتیں عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گی اب چونکہ پہلے فرشتوں کا ذکر کیا گیا تھا اس لئے سیاق و سباق کے پیش نظر اگر ان طاقتوں کو فرشتے کے نام سے ظاہر کیا گیا ہو تو ہیں۔ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص لفظ فرشتے پر زور دے تو اس کو میرا وہ جواب ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت مصلح موعودؓ اور دوسرے مضامین میں تضاد ہے تو اصل اس کا جواب یہ ہے کہ تضاد نہیں تم سمجھ نہیں سکے حضرت مصلح موعودؓ کی نظر فرشتوں کے مضمون پر بہت گہری اور وسیع تھی جس نے کتاب ملائکۃ اللہ کا مطالعہ کیا ہو وہ جسمانی تصور حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب کر ہی نہیں سکتا نہ عرش کا نہ فرشتوں کا۔ اس لئے فرشتہ کہنے کے باوجود آپ فرشتوں کو صفات الٰہی کا مظہر ہی سمجھتے ہونگے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

> **وہ قلب جہاں خدا جلوہ گر ہوا ہے یعنی ان صفات کاملہ کے ساتھ جو اس سے پہلے کبھی انسان نے نہیں دیکھی تھیں، اپنی کامل شان کے ساتھ نہیں دیکھی تھیں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل تھا**

پہ میں اس لئے بہت کھل کر تفصیل بیان کر رہا ہوں کہ بعض نیم پڑھے ہوئے لوگوں کا یہ طریق ہے کہ ساری بات پر نظر ہوتی نہیں ایک بات کہیں اور دکھائی دے دی اور اعتراض شروع کر دئیے اور خطوط کی بھرمار شروع کر دی کہ آپ نے تو یہ کہا ہے مصلح موعودؓ تو وہ کہا ہے تو بعد میں جو میں جواب دہیاں کرتا رہوں میں ابھی سے بات کھول دیتا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کیا کہا ہے مگر میں اس کا یہ مفہوم سمجھتا ہوں اگر آپ اس کا دوسرا مفہوم سمجھتے ہیں آپ کے مفہوم کو میں رد کرتا ہوں کیونکہ قرآن اور حدیث اور کلام الٰہی کا انداز اس حقیقت کو رد کر رہا ہے اور کلام الٰہی میں واضح قطعی طور پر کسی فرشتے کا آسمانی عرش کو اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اب سنئے احادیث۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ”ان یمین اللہ ملأی لا یغیضہا نفقہ ... الخ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء) ترجمہ اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اب اللہ کا دایاں ہاتھ خود بتا رہا ہے کہ یہ باتیں اور عرش کا مضمون اور اٹھانے کا مضمون یہ سب روحانی باتیں ہیں اس کو جسمانی قرار دینا بالکل غلط اور حدیث کے مزاج کے ہی مخالف ہے۔ فرماتے ہیں اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اس میں سے بغیر کسی وقفہ کے خرچ کرتے چلے جانا کوئی کمی نہیں کر سکتا کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے اب تک کیا کچھ خرچ کیا لیکن اس خرچ نے بھی اس کے دائیں ہاتھ میں ذرہ بھر کمی نہیں آنے دی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں قبض ہے یہ بازی کو تنگ ہے۔ وہ بلند کرتا ہے اور نیچے گراتا ہے یعنی اٹھانا اور گرانا اللہ کا کام ہے خود اس کو کسی نے نہیں اٹھایا ہوا۔

اور یہاں پانی پر عرش کہنا صاف بتاتا ہے کہ یہ حدیث مبنی بر قرآن ہے کیونکہ قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے کان عرشہ علی الماء (ھود: ۸) کہ اس سے پہلے اس کا عرش ماء پر تھا۔ اب یہ تشریح کہ ”ماء“ سے کیا مراد ہے جس پر اللہ کا عرش تھا یہ تو میں ابھی آپ کو بتاؤں گا لیکن ایک بات تو قطعی ہو گئی کہ ”ماء“ فرشتے تو نہیں ہیں اور پانی نے اگر عرش اٹھایا ہوا ہے تو پانی نے اٹھایا ہوا ہے اگر ظاہری پانی مراد لیا جائے تو جب یہ سوال اٹھتا ہے کس نے اٹھایا ہوا ہے تو پھر آپ کو اس قسم کی حدیثیں ملیں گی جو بیہقی میں مثلاً کثرت سے ہیں کہ نیچے اس کی گہرائی میں زمین ہے زمین کے نیچے بیل ہے بیل کا ایک سینگ ہے اور سینگ کے اوپر وہ زمین کو اٹھائے ہوئے ہے اس پر عرش الٰہی پھر اس کے اوپر خدا تعالیٰ اور جب وہ سینگ بدلتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے وہ لوگ جو کہانی پرست ہوتے ہیں جو ظاہر پرست ہیں وہ مفہوم سمجھنے کی بجائے ظواہر کو پکڑ بیٹھتے ہیں اور اس سے مفاہیم کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں پس سب سے پہلے تو نظر اس بات پر ہونی چاہیئے تھی کہ دایاں ہاتھ اگر پانی سے مراد ظاہری پانی ہے تو پھر دایاں ہاتھ سے مراد دایاں ہاتھ ہی لینا پڑے گا اور جس اللہ کا بدن ہو گیا اس کا دایاں ہاتھ ہو گیا اس کا بایاں ہاتھ ہو گیا اس کا وجود ہی جاتا رہا وہ بھی قصہ اور پانی بھی قصہ مگر بخاری کی حدیث دیکھیں کیسی نور پر مبنی حدیث ہے بالکل واضح اور قطعی اور قرآن کے مزاج کے مطابق ہے۔

پھر حضرت ابن عباس سے بخاری میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم اور پریشانی کے وقت ان الفاظ میں دعا کیا کرتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا اور بردبار ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عظمت والے عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور بزرگی والے عرش کا رب ہے (صحیح بخاری کتاب التوحید باب تعرج الملائکہ و الروح الیہ)

اب میں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے سمجھاتا ہوں کہ یہ اصطلاح کیا معنی رکھتی ہے اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے امام زمانہ نے ہمیں کیا بتایا کہ عرش کیا ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں۔“

(استفتاء صفحہ ۸ و ۹)

پس ہر مزعومہ حدیث جو قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ سے ٹکراتی دکھائی دے وہ کسی قیمت پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ جو اس کو کہے گا وہ گستاخی کا موجب ہو گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پھر عرش پر قرار پکڑا۔ یعنی اول اس نے اس تمام دُنیا کے تمام اجرام سماوی اور ارضی کو پیدا کیا اور چھ دن میں سب کو بنایا۔ (چھ دن سے مراد ایک بڑا زمانہ ہے) اور پھر عرش پر قرار پکڑا یعنی تنزہ کے مقام کو اختیار کیا۔ یاد رہے کہ "استویٰ" کے لفظ کا جب "علیٰ" پر صلہ آتا ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ایک چیز کا اس مکان پر قرار پکڑنا جو اس کے مناسب حال ہو جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیت ہے "واستوت علی الجودی" (ھود : ۴۵) (یعنی حضرت نوحؑ کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا یعنی جو مناسب اس کی بہترین جگہ تھی اُترنے کی وہاں وہ کشتی ٹھہری ہوئی تھی) یعنی نوحؑ کی کشتی نے طوفان کے بعد ایسی جگہ پر قرار پکڑا جو اس کے مناسب حال تھا۔ یعنی اس جگہ زمین پر اُترنے کے لئے بہت آسانی تھی۔ سو اسی لحاظ سے خدا تعالیٰ کے لئے استواء کا لفظ اختیار کیا یعنی خدا نے ایسی وراء الوریٰ جگہ پر قرار پکڑا جو اس کی تنزہ اور تقدس کے مناسب حال تھی۔ چونکہ تنزہ اور تقدس کا نام ماسوی اللہ کو فنا کو چاہتا ہے سو یہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جیسے خدا بعض اوقات اپنی خالقیت کے اسم کے تقاضا سے مخلوقات کو پیدا کرتا ہے پھر دوسری مرتبہ اپنے تنزہ اور وحدت ذاتی کے تقاضا سے ان سب کا نقش ہستی مٹا دیتا ہے۔ غرض عرش پر قرار پکڑنا مقام تنزہ کی طرف اشارہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ خدا اور مخلوق کو باہم مخلوط سمجھا جائے پس کہاں سے معلوم ہوا کہ خدا عرش پر یعنی اس وراء الوریٰ مقام پر مقید کی طرح ہے اور محدود ہے۔ قرآن شریف میں تو جا بجا بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۹)

یہ چونکہ عبارت بعض دوستوں کے لئے جن کو زیادہ عبور نہیں ہے زبان پر یا زیادہ توجہ اور غور سے اس کلام کو نہیں سن سکے سمجھنا مشکل ہو گا۔ اس لئے میں اس کی کچھ تشریح آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب زمین و آسمان کو پیدا کیا، چھ دن سے مراد چھ دن نہیں بلکہ بہت لمبے زمانے ہیں، ان زمانوں میں جب پیدا فرما دیا تو تخلیق سے وہ ہم آہنگ بھی ہوا اور اس کی صفات ہی سے یہ تخلیق ہوئی ہے مبادا بعد میں کوئی یہ سمجھے کہ خدا اور تخلیق ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جیسا کہ بعض مذاہب اس بات پر پیدا ہوئے جو صوفیوں میں ہمہ اوست کہلائے اور باہر کی دوسری دُنیا میں PANTHEISM سے بعض مذاہب بنے۔ ان کا خیال تھا کہ خدا نے چونکہ پیدا کیا ہے اور ہر چیز اپنی صفات سے الگ نہیں ہو سکتی اس لئے اگر ساری کائنات صفات باری تعالیٰ ہی کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے اور وہی صفات اس میں جلوہ گر ہیں تو وہی خدا ہیں کیونکہ صفات موصوف سے الگ نہیں ہو سکتیں۔ یہ منطقی دلیل قائم کر کے صوفیا میں ہمہ اوست کا عقیدہ جاگزیں ہوا اور دوسری دنیاؤں میں اسی نام کے مذاہب بن گئے کہ وہی وہی ہے گویا تخلیق کوئی چیز نہیں۔

> انسان کامل نے خدا کے اس کامل جلوے کو اُٹھایا جو اس مخلوق کی انتہائی طاقت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا یہ کمال ہے اور اس کے عرفان کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف تخلیق کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ تخلیق سے جدا ہونے کا ذکر فرما دیا۔ پیدا کیا لیکن مل جل نہیں گیا۔ پھر وہ جدا ہوا اور اس مقام تنزہ پہ عروج کیا جو اس کو ہر خلق سے بالا اور پاک اور صاف دکھاتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا مقام ہے جو مخلوق کی نظر سے بھی بالاتر ہو جاتا ہے۔ پس تخلیق کے رستے میں تشبیہی صفات کا ہم نظارہ کرتے ہیں۔ اور جب تخلیق سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ اپنی ایسی شان میں جلوہ گر ہو کہ وہ اس میں تخلیق کا عنصر شامل نہ ہو، وہ صفات تنزیہی صفات کہلاتی ہیں اور انہی کا نام اس CONTEXT میں، ان عبارتوں میں، جن میں تخلیق کائنات کا ذکر ہے عرش مراد ہے۔ ان آیات میں جہاں تخلیق کائنات کا ذکر ہے عرش پر مستوی ہونے یا قرار پکڑنے سے یہی مراد ہے جو مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ وہ تنزیہی صفات ہیں جو تخلیقی صفات سے خدا تعالیٰ کو الگ کر کے دکھاتی ہیں تاکہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی صفات کی جلوہ گری سے شرک میں مبتلا نہ ہو جائے اور مخلوق ہی کو خالق نہ سمجھ بیٹھے۔ ایک یہ معنی ہے۔

دوسرا معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے یعنی اسی معنے کی اوّل تو مختلف تشریحات فرمائی ہیں۔ پھر وہ معنی بھی کیا ہے جو میں آپ کے سامنے پہلے پیش کر چکا ہوں، وہ دل ہے اور مرد کامل کا دل ہے جس کو عرش قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں نے جو یہ استنباط کیا اس کی بڑی وجہ پانی پر قرار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے ساتھ جو یہ ذکر فرما دیا "وکان عرشہ علی الماء" (ھود : ۸) خدا کا عرش پانی پر تھا۔ تو پانی پر عرش سے مراد کیا ہے؟ دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے "وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی" (الانبیاء : ۳۱)۔ خدا نے پانی ہی سے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ پس پانی سے زندگی کا تعلق ہے اور زندگی کا شعور سے تعلق ہے شعور کے بغیر خدا دکھائی ہی نہیں دے سکتا۔ پس باشعور طور پر خدا کے وجود کا احساس زندگی پر منحصر ہے اور "عرشہ علی الماء" کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آغاز آفرینش ہی سے پانی کو وہ صفات عطا کر دی تھیں جن سے زندگی پیدا ہونی تھی، جن سے شعور رونما ہونا تھا اور پھر اس شعور نے خدا تعالیٰ کی صفات کو دیکھنا تھا اور اس جلوہ گری کے لئے اپنے آپ کو اس کے حضور پیش کر دینا تھا۔ یہ وجہ ہے جو "عرشہ علی الماء" کا ذکر ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"چنانچہ ایک جگہ دل کو بھی عرش کہا گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تجلی بھی دل پر ہوتی ہے اور ایسا ہی عرش اس وراء الوریٰ مقام کو کہتے ہیں جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے"

(ملفوظات جلد ۱ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۶)

پس یہاں ان دونوں باتوں کو اکٹھا فرما دیا آپ نے۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جو میں نے پچھلے خطبے میں قلب کا ذکر کیا تھا اور خصوصیت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قلب کو خدا کی تخت گاہ بتایا تھا تو یہ ایک اپنے نفس کا خیال تھا ایک فرضی بات تھی۔ قرآن کریم واضح طور پر حضرت مسیح موعود

علیہ السلام فرماتے ہیں قلب کو ایک جگہ عرش قرار دیتا ہے۔ اور وہ قلب جہاں خدا جلوہ گر ہوا ہے یعنی ان صفات کاملہ کے ساتھ جو اس سے پہلے کسی انسان نے نہیں دیکھی تھیں، اپنی کامل شان کے ساتھ نہیں دیکھی تھیں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دل تھا۔

چنانچہ معراج کے وقت آپ کے دل کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ "ماکذب الفؤاد ما رای" (النجم: ۱۲) اللہ نے محمد رسول اللہ کے دل کو جو کچھ دکھایا تھا یا اس دل نے جو کچھ دیکھا تھا معراج کی رات کو اس نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ جو "ماکذب الفؤاد ما رای" کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دل جھوٹ بول سکتا تھا تو نفی فرما دی گئی ہے۔ اصل جو گہرا مفہوم ہے اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دل نے صفات الٰہیہ کی جس جلوہ گری کو سمجھا ہے اس میں کہیں بھی غلطی نہیں کی۔ ایک انسان کے دل پر خدا جلوہ گر ہوتا ہے، معمولی رنگ میں ہر ایک کے دل پر جلوہ گر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ باشعور ہے، وہ پانی سے پیدا کیا گیا ہے اس کو یہ صفات عطا ہوئی ہیں کہ وہ خدا کا تصور باندھ سکے مگر اکثر انسان غلطی کر جاتا ہے۔ جلوہ ہو بھی تو سمجھنے میں غلطی کر جاتا ہے اور اسی وجہ سے اختلاف مذاہب پیدا ہوتے ہیں۔ "ماکذب الفؤاد ما رای" کا مطلب ہے کہ محمد رسول اللہ کے دل نے جو کچھ دیکھا بعینہٖ وہی سمجھا جو دکھایا گیا تھا، ایک ذرے کی بھی غلطی نہیں کی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم صفات باری کا بیان کریں تو کامل یقین کے ساتھ اس پر ایمان لاؤ، اس کو درست سمجھو کیونکہ اس دل میں ناسمجھی اور غلط فہمی کے نتیجے میں کبھی غلط بیان کرنے کا ملکہ ہی نہیں پیدا کیا گیا۔ خدا نے بنایا ہی نہیں یہ دل ایسا جو غلط سمجھ کر بات کر دے اور عملاً وہ جھوٹ نکلے۔ تو اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ وراء الوریٰ مقام ہے جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے۔"

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا معراج بھی وہاں تک ہوا تھا جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے اور اس سے پرے خدا کی تنزیہی صفات تھیں۔ پس اس سے ورے ورے اگر کوئی عرش تھا جس نے خدا کی صفات کو اٹھایا ہوا تھا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تھے۔ فرشتوں کا کہاں ذکر ملتا ہے وہاں۔ نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ حدیث میں یہ تو ملتا ہے کہ حضرت جبرائیل کے پر جلتے تھے وہاں تک پہنچنے سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا معراج ہوا۔ کائنات کی ہر دوسری چیز پیچھے رہ گئی تھی۔ اتنی قطعی حدیث جو قرآنی آیات کی قطعی طور پر، واضح طور پر تشریح فرما رہی ہے اس کے مقابل پر ان حدیثوں کو کون دیکھے گا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا کہیں فرشتوں کا سر تھا جو عرش تک نہیں پہنچا عرش کو پھاڑ کر اوپر نکل گیا تھا اس تنزیہی مقام میں داخل ہو گیا جہاں خدا کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک تو تشبیہہ ہوتی ہے اور ایک تنزیہہ ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بات کہ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جہاں پانچ ہوں وہاں چھٹا اُن کا خدا ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی تشبیہہ ہے جس سے دھوکا لگتا ہے کہ کیا خدا پھر محدود ہے۔"

پانچوں کے ساتھ چھٹا ہو گیا جہاں کہیں کوئی ہوا وہاں خدا چلا گیا فرمایا ہرگز نہیں یہ مراد نہیں ہے۔

"اس لئے اس دھوکے کو دور کرنے کے لئے بطور جواب کے کہا گیا ہے کہ وہ عرش پر ہے جہاں مخلوق کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔"

یعنی موجود تو ہر جگہ ہے مگر تخلیق کی پہنچ نہیں ہے وہاں تک۔ بارہا میں یہ مثال دے کر کھول چکا ہوں کہ DIMENSIONS بھی بدل جائیں تو ہمارا تصور اپنی DIMENSIONS کی حدوں سے ٹکرا کر لوٹ آتا ہے اور اگلی DIMENSIONS میں داخل نہیں ہو سکتا حساب کی رو سے سائنس دانوں نے آج کل چودہ DIMENSIONS تک بنا رکھی ہیں لیکن وہ حساب کرنے والے خود بھی ذرہ بھی نہیں سمجھتے کہ وہ DIMENSIONS کیا چیز ہے۔ اس میں کیسے کوئی چیز ہو سکتی ہے صرف حسابی نکتے ہیں۔ اپنی DIMENSIONS سے مراد یہ ہے کہ دائیں بائیں، اوپر نیچے، اطراف اور وہ وقت جو ان اطراف میں سمٹی ہوئی چیز کے اوپر سے گذر رہا ہے یا بیچ سے گزر رہا ہے۔ ان کو DIMENSIONS کہتے ہیں۔ اور یہ DIMENSIONS چار* ہے لیکن یہ ثابت ہے قرآن کریم سے بھی کہ اور DIMENSIONS ہیں۔ اور اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذریعے ہمیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ جنت کا عرض اس کا پھیلاؤ، اس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ اب صحابہ تو یہی سمجھے کہ یہ DIMENSIONS جو ہماری ہیں ان میں باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر یہ ان کا سمجھنا درست ہوتا تو جہنم کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں بچتی۔ کیونکہ ایک ہی DIMENSIONS میں، ایک ہی طول و عرض اور وقت میں ایک سے زیادہ چیزیں ایسی نہیں سما سکتیں جو ایک دوسرے کی نفی کرتی ہوں۔ یا یہ ہو گی یا وہ ہو گی۔ مثلاً ایک بوتل میں جتنا پانی آتا ہے اتنا ہی آئے گا۔ اس بوتل میں اتنا پانی، اتنا شہد، اتنا شربت، اتنا کوکا کولا اکٹھا تو نہیں آپ بھر سکتے۔ تو یہ مراد ہے DIMENSIONS سے۔ تو صحابہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قرآن کریم کی اس آیت کو جس میں فرمایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کے برابر جنت کی DIMENSIONS ہیں شاید نظر انداز فرما رہے ہیں کیونکہ اگر یہ درست ہے تو جہنم کہاں ہو گی پھر۔ یہی سوال انہوں نے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جواب دیا کہ جہنم بھی وہیں ہو گی مگر تم اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔ یعنی تمہیں پتہ ہی نہیں کہ DIMENSIONS ہوتی کیا چیز ہیں۔ اگر DIMENSIONS بدل جائیں تو اسی ظاہری جگہ میں جہاں ایک بوتل پانی آتا ہے اگر DIMENSIONS بدل جائیں تو اسی ظاہری جگہ میں ایک ریڈیائی طاقت بھی موجود ہو سکتی ہے۔ لہروں کی مختلف شکلیں بھی تو موجود ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ ان کی بھی DIMENSIONS رہتی ہے۔ اس کے باوجود اپنی لطافت کی وجہ سے وہ اس جگہ کو بھر سکتی ہیں جو پہلے ہی بھری ہوئی دکھائی دے رہا ہے، اور اس سے بے تعلق بھی ہوں گی۔ چنانچہ ایک بوتل جو پانی سے بھری ہوئی ہو اس میں اتنی قسم کی ریڈیائی لہریں اور ایکسرے لہریں اور کئی قسم کی اور لہریں اور مائیکرو ویوز اور دوسری موجود ہیں کہ ان کا شمار آپ نہیں کر سکتے۔ ان میں سے ہر ایک، ایک پیغام رکھتی ہے، ایک تصویر رکھتی ہے، ایک آواز رکھتی ہے، ایک اپنا انداز رکھتی ہے۔ تو یہ جو مضمون تھا یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سمجھایا۔ پس اس مضمون کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں یہ DIMENSIONS کی بات ہے۔ یہاں یہ کہہ رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہ وہاں ہونے کے باوجود وہاں نہیں ہے کیونکہ اپنی تشبیہی صفات میں وہاں ہے اور تنزیہی صفات کو چونکہ تشبیہی صفات چھو بھی نہیں سکتیں اس لئے وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں ہے۔ اس مضمون

* یعنی چار اطراف ہیں ایک وقت کی طرف اور باقی تین جسمانی اطراف۔ ہماری کائنات انہی چار میں محدود ہے۔

کو سمجھنا ہو تو قرآن کریم کی وہ آیات دیکھیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ قریب ہے، قریب تر ہے شہ رگ سے ۔ جان کی، زندگی کی رگ سے بھی قریب تر ہے اور بعید تر ہے اس سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں ۔ اس سے زیادہ حاضر کوئی چیز نہیں وہ ظاہر بھی ہے، وہ باطن بھی ہے، وہ حاضر بھی ہے اور وہ غائب بھی ہے تو یہ متضاد باتیں DIMENSIONS کے بدلنے کے نتیجے میں ہی صحیح ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں ۔ پس ہر جگہ ہو اور اندھوں اور بدنصیبوں سے دور تر بھی ہو ان باتوں کو اس طرح آپ سمجھیں تو پھر یہ عرش الٰہی کا مضمون سمجھ آئے گا ۔

عرش الٰہی کا ایک مفہوم یہ بنتا ہے کہ وہ خدا جس کی تنزیہی صفات تخلیق کی پہنچ سے بالاتر ہیں، ایسی بالا ہیں کہ مخلوق کو جو بلند ترین مقام نصیب ہو سکتا تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو نصیب ہوا اور آپ بھی اس مقام پر جا کر رک گئے جس کے بعد محض خدا کا مقام رہ جاتا ہے اور تشبیہی صفات کو اجازت ہی نہیں ہے، توفیق ہی نہیں ہے کہ وہ تنزیہی صفات کا کچھ پا سکیں ۔ پس ایک تو عرش کی جلوہ گری یہ ہے ۔

دوسری بالکل واضح اور کھلی بات ہے کہ خدا کوئی جسم تو ہے نہیں جو پانی کے اوپر بیٹھا ہو ۔ ہاں پانی سے جو زندگی پیدا ہوئی اس کو یہ توفیق ملی ہے کہ خدا کا تصور باندھ سکے ورنہ گندگی کے کیڑے کو خدا کا تصور کیا ہو سکتا ہے ۔ اگر کوئی ہے تو بہت ہی مبہم اور مخفی اور بالکل ہی معمولی، اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں مگر اس پانی سے جو وجود زندہ ہوا ہے جو سب سے اعلیٰ اور سب سے فائق اور سب سے اعلیٰ اور سب سے برتر تھا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے ۔ پس کجا یہ کہ محمد رسول اللہ کے دل پر خدا جلوہ گر ہو کجا یہ کہ پانی پہ بیٹھا ہو یعنی ظاہری پانی پر، زمین و آسمان کا فرق ہے ان دو باتوں میں ایک صرف کہانی ہے اور ایسی کہانی ہے جو خدا کے وجود کو مادی بنا کر دکھاتی ہے ۔ ایک حقیقت ہے اور ایسی صاحب عرفان حقیقت ہے جس پر جتنا بھی غور کریں اتنا ہی دل یقین سے بھرتا چلا جاتا ہے کہ یہ بات سچی ہے ۔ پس وہ خدا جو کبھی جلوہ گر ہوا ہے یعنی اس دائرے میں جس میں انسانوں کو پیدا کیا گیا وہ کبھی کسی نبی کے دل پر اس طرح جلوہ گر نہیں ہوا جیسے محمد رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا، وہ خدا جس کو موسیٰ کو دیکھنے کی طاقت نہیں تھی جس کو خدا نے بتایا کہ تجھ میں جان نہیں ہے تجھ میں استطاعت نہیں ہے کہ میرا وہ جلوہ دیکھ سکے جس کا تو مطالبہ کر رہا ہے وہ محمد رسول اللہ کا دل تھا جس نے یہ جلوہ اٹھایا ہے ۔ وہ جلوہ جس کی آسمانوں کو طاقت نہیں تھی، جس کی زمینوں کو طاقت نہیں تھی، نہ بڑے کو طاقت تھی، نہ چھوٹے کو طاقت تھی "فحملھا الانسان" اس کو انسان نے اٹھا لیا ۔ اب دیکھ لیں حمل کا لفظ یہاں موجود ہے عرش کا حمل اس کو کہتے ہیں ۔ محمد رسول اللہ کے دل نے وہ صفات باری اپنی ذات پر اٹھائی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حملھا الانسان" اس انسان کامل نے خدا کے اس کامل جلوے کو اٹھایا جو اس مخلوق کی انتہائی طاقت تھی اس سے آگے اس مخلوق کو پہنچنے کی استطاعت ہی عطا نہیں کی گئی تھی ۔

پس یہ معنی ہیں عرش الٰہی کے، اور بھی ہیں مگر اگر وقت ملا تو اسی مضمون پر آئندہ انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا ورنہ پھر ہو سکتا ہے کوئی دوسرا مضمون شروع کر دیا جائے ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی

۱۹ تا ۲۶ نومبر نیشنل یوم تبلیغ شاندار طریق پر منایا گیا نماز تہجد و فجر باجماعت ادا کی گئی صبح ۹ بجے اجتماعی دعا احمدیہ مسجد میں ہوئی بعدہ صدقہ کیا گیا لجنہ و ناصرات نے آٹھ عدد تبلیغی خطوط لکھے اور غیر احمدیوں کے محلہ میں جا کر تین دن دورہ کیا، پیغام حق پہنچایا اور حضور انور ایدہ اللہ کی کیسٹ سنائی گئی بعد نماز ظہر خاکسار کے مکان پر کلوا جمیعًا کا پروگرام ہوا جو بہت دلچسپ رہا احمدی مستورات کے علاوہ غیر از جماعت بہنیں اور بچیاں بھی شریک ہوئیں ۴۲ عورتوں کو پیغام حق پہنچایا رات کو جماعتی انتظام کے تحت ہونے والے تبلیغی جلسہ میں شرکت کی

زکیہ تسنیم صدر لجنہ خانپور ملکی

لجنہ اماء اللہ یادگیر

۲۶ نومبر کو نماز تہجد سے نیشنل یوم تبلیغ کا آغاز ہوا لیکچر ہال میں صبح اجتماعی دعا ہوئی پروگرام کے مطابق وفود کی شکل میں جا کر تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا ۔ اسی طرح سرکاری ہسپتال میں جا کر ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی تبلیغ کی اور مریضوں کو فروٹ دیئے مغرب و عشاء کی باجماعت نمازوں اور اجتماعی دعا کے بعد پروگرام ختم ہوا

نصرت خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ یادگیر

لجنہ اماء اللہ پتہ پریم

۱۹ نومبر کو تمام ممبرات مسجد میں جمع ہوئیں اجتماعی دعا کے بعد دو گروپ نے مسجد کے ارد گرد کے گھروں میں جا کر تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا اسی طرح ۲۱ تا ۲۵ نومبر ہر روز گروپوں کی شکل میں وفود نے مختلف جگہوں میں تبلیغ کی آٹھ دنوں میں ۱۰۰ گھروں میں گئے ۶۰۰ روپے کی کتب فروخت کیں ۵۰۰ عورتوں کو پیغام حق پہنچایا

لجنہ پلورتی و کالکناڈ

خدا کے فضل سے آٹھوں دن تمام ممبرات لجنہ و ناصرات کو مسلسل تبلیغ کرنے اور تقسیم لٹریچر کی توفیق ملی ۱۰۶ گھروں میں تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا کئی جگہوں پر شدید مخالفت اور گالی گلوچ کا سامنا کرنا پڑا پچھلے سال کی نسبت امسال بہت وسیع پیمانے پر تبلیغ ہوئی ۔

لجنہ پلی پورم

تمام ممبرات نے ہفتہ تبلیغ سے ایک روز قبل نفلی روزہ رکھا ۔ اتوار کے روز ایک بکرے کی قربانی کی گئی ممبرات چار گروپ میں تقسیم ہو کر روزانہ چند گھروں کو منتخب کر کے ان میں جا کر تبلیغ کرتی رہیں بعض گھروں میں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا بچیوں نے سڑک کے دونوں کنارے کھڑے ہو کر لٹریچر تقسیم کیا ۲۴۳ گھروں میں جانے کا موقعہ ملا ۔

لجنہ کالیکٹ

۱۲ وفود نے ۴ روز مسلسل تبلیغ کی ۸۳ گھروں میں گئے اور بہنوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے اپنے عقائد سے متعارف کرایا نیز لٹریچر تقسیم کیا ۵۰۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں

امتہ الحفیظ صوبائی صدر لجنات کیرلہ

نوٹ: لجنہ اماء اللہ کانپور، سکندرآباد، شاہجہانپور، کلکتہ، پٹنہ، جے پور، چنتہ کنٹہ، بنگلور، کٹک، بھدرواہ، شموگہ، وانمبلم، موسلی بنی مائنز محمود آباد، سورو، بھاگلپور، امروہہ، کیرنگ بنارس، الانلور، کوڈالی الاپوزہ، چونگہ نرہ، پالگھاٹ، موریاگتی، کالکولم، کاکناڈ، کروناگپلی، کوڈیتھور، سے بھی نیشنل ہفتہ تبلیغ کی رپورٹیں دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت میں موصول ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ سب کی مساعی بار آور فرمائے ۔ آمین ۔

درخواست دعا

مکرم امتیاز احمد صاحب آف گنٹوک سکم کے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا ہے نومولود کی صحت و تندرستی اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے اعانت بدر /۲۰۲ روپے ۔ (فاروق احمد ناصر مبلغ سلسلہ سکم)

(۲) خاکسار کے بڑے بیٹے عزیز عبدالشکور اطہر کی شادی عزیزہ عطیۃ القدوس بنت مکرم چوہدری ریاض قمر صاحب صدر جماعت احمدیہ ہارون آباد بہاولپور سے اس طرح چھوٹے بیٹے عزیز عبدالرؤف کی شادی عزیزہ سعدیہ دختر غلام محمد صاحب سابق مینیجر نصرت گرلز سکول سے قرار پائی ہے ۔ دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (عبدالحمید چوہدری لاہور)

چوتھا نیشنل ہفتہ تبلیغ بھارت

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ماہ نومبر ۱۹۹۵ء میں بھارت کی جماعتوں نے ہفتہ تبلیغ اور ۱۹ نومبر کو چوتھا نیشنل یوم تبلیغ نہایت اہتمام سے منایا جس کا آغاز نماز تہجد اور اجتماعی دعا سے ہوا جماعتوں نے اپنی مساعی جمیلہ کی تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بھجوائی ہیں جو اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں۔

جماعت احمدیہ پینگاڈی

صبح با جماعت نماز تہجد ادا کی گئی اور اجتماعی دعا کے بعد احباب و مستورات نے مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر قریبی علاقوں میں پیغام حق پہنچایا اور لٹریچر تقسیم کیا افتتاحی پروگرام کے طور پر ایک خصوصی جلسہ کیا گیا شام کے اجلاس میں احباب نے اپنی رپورٹیں پڑھ کر سنائیں۔

این کنجی احمد سیکرٹری تبلیغ و تربیت پینگاڈی

جماعتہائے احمدیہ آسام

آسام کی بارہ جماعتوں میں جا کر خاکسار نے تبلیغی پروگرام بنائے اور ٹیمیں تیار کیں اس ضمن میں معلمین اور داعیین الی اللہ کو صدر صاحبان نے خصوصی ہدایات دیں یہ ٹیمیں مجوزہ علاقوں میں بھیجی گئیں بفضلہ تعالیٰ ۴۵۰ سے زائد افراد کو قبول حق کی توفیق ملی زیر تبلیغ افراد کو مشن پر بھی مدعو کیا گیا ایک جلسہ میں احباب نے اپنے دلچسپ تبلیغی واقعات سنائے ٹاپا جولی اور نرار بیٹا میں خصوصی جلسہ کا انتظام کیا گیا کلوا جمیعًا کا پروگرام بے حد دلچسپ رہا بہت سی سعید روحوں میں پیغام حق کا بیج ڈالا گیا نومبائعین کی استقامت کے لئے درخواست دعا ہے۔

سید طفیل احمد شہباز مبلغ سرکل انچارج آسام

جماعت احمدیہ یادگیر

یادگیر میں ۱۹ تا ۲۶ نومبر ۹۵ء کو ہفتہ تبلیغ عظیم الشان طریق پر منایا گیا اس سلسلہ میں محلہ کھاری باؤلی میں سیرۃ النبی کا جلسہ عام منایا گیا جلسہ کی صدارت مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے کی حاضرین کو چائے دی گئی اور مہمانان کو کھانا کھلایا گیا پردہ کی رعایت سے مستورات نے کثیر تعداد میں شرکت کی ۲۰ نومبر کو مکرم عبد السلیم صاحب سگری کے گھر مجلس سوال و جواب رات ۹ تا ½۱۱ بجے منعقد ہوئی ۲۱ نومبر کو نمائش ہال میں صبح ۱۱ بجے محفل سوال و جواب کا آغاز ہوا ۲۲ نومبر کو رات ۹ بجے محلہ مسلم پورہ میں تبلیغی جلسہ منایا گیا۔ ۲۳ نومبر کو محلہ کالا چبوترہ میں تبلیغی جلسہ ہوا ۲۴ نومبر کو ایم ٹی اے کے ذریعہ احباب جماعت کو مسجد میں حضور انور کا خطبہ جمعہ سنایا گیا ۲۵ نومبر کو محلہ کھاری باؤلی میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی ۲۶ نومبر کو شہر کے مختلف محلہ جات و گھروں میں لٹریچر تقسیم کیا ذیلی تنظیموں کے اراکین پر مشتمل وفود مختلف جگہوں میں بھیجے گئے گاندھی چوک میں ایک بک سٹال لگایا گیا اسی طرح بس اسٹینڈ اور ریلوے اسٹیشن پر بھی تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا اسی روز شہر کے نامور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب اور دو غیر احمدی افراد تشریف لائے نمائش ہال کو دیکھا اور چند سوالات کئے جن کا جواب دیا گیا اس طرح قریبًا ۱۵۰۰ افراد تک پیغام حق پہنچا محترم سیٹھ صمد صاحب کی طرف سے تمام احباب و مستورات کو کھانا کھلایا گیا۔

صدر جماعت احمدیہ یادگیر

آگرہ و مضافات میں

۱۰ تا ۱۹ نومبر ۹۵ء کو جناب نگران صاحب اعلیٰ یو پی کے ساتھ خاکسار نے چار نئے مقامات کا دورہ کیا آگرہ کی مساجد، چوراہوں، گلیوں، محلوں میں لٹریچر تقسیم کیا ۷۰۰ سے زائد افراد کی خدمت میں بذریعہ سائیکل لٹریچر پیش کیا اسی طرح بذریعہ ڈاک دار العلوم و مظاہر العلوم کے علماء کو تبلیغی خطوط لکھے اور لٹریچر ارسال کیا تبلیغی اجلاسات کے علاوہ مجالس سوال و جواب بھی منعقد کی گئیں ضلع آگرہ میں ۱۰۰ افراد نے بیعت کی ان کی استقامت کے لئے درخواست دعا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو نوازا ہے وہاں مخالفت بھی زوروں پر ہے دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عقیل احمد معلم وقف جدید بیرون آگرہ)

حیدر آباد و سکندر آباد

۱۷ نومبر کو مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی زیر صدارت صدر صاحبان و معلمین کی میٹنگ احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوئی تبلیغ کے سلسلہ میں خصوصی پمفلٹ اور کارڈ بھی شائع کیا گیا ۱۹ نومبر کو ساز دکن حیدر آباد میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں ایم ٹی اے میں سوال و جواب کے پروگرام سے رابطہ کے لئے فون اور فیکس کا نمبر شائع کیا گیا تھا جس سے ہزاروں افراد تک پیغام احمدیت پہنچا ۱۹ نومبر کو مختلف جہات و گاؤں میں احباب و مستورات پر مشتمل وفد تبلیغ کے لئے گئے جنہوں نے تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا ۲۲ نومبر کو محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کے مکان پر مدعو غیر احمدی احباب کو ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی اسی طرح بعض غیر احمدی دوستوں سے تبادلہ خیالات بھی ہوا ایک نومبائع مخلص دوست اسماعیل صاحب کے تعاون سے ایک دورہ میں ۱۶۴ بیعتیں ہوئیں ۲۳ نومبر کو مکرم شریف احمد کے ہاں آڈیو سنانے کا انتظام کیا گیا جس میں غیر احمدی دوستوں کو مدعو کیا گیا موصوف نے بھی خصوصی تعاون دیا۔ فلک نما میں لجنہ اماء اللہ نے دو تبلیغی جلسے منائے۔ ۲۴ نومبر کو حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ زیر تبلیغ دوستوں کو سنایا اور دکھایا گیا مکرم سیٹھ ظہیر الدین صاحب کے مکان پر دعوت طعام بھی دی گئی ۲۵ نومبر کو سکندر آباد اور حیدر آباد میں بک سٹال لگایا گیا مکرم سہیل احمد صاحب کے گھر پر ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی مدعوین کے کھانے کا انتظام مکرم احمد اللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ آندھرا کے مکان پر ہوا ۲۶ نومبر کو حیدر آباد کے احباب و مستورات پر مشتمل ۵۰ گروپ تبلیغ کے لئے محلہ جات میں بھجوائے گئے اسی طرح سکندر آباد اور فلک نما کے احمدی احباب بھی اپنے منقسمہ علاقوں میں تبلیغ کے لئے گئے سکندر آباد میں تین بک سٹال لگے الہ دین بلڈنگ میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا ہفتہ تبلیغ کے دوران قریبًا ایک لاکھ افراد تک پیغام حق پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان حقیر مساعی کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔

(سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ)

لجنہ اماء اللہ قادیان

لجنہ اماء اللہ قادیان نے ۱۹ تا ۲۶ نومبر ہفتہ تبلیغ منایا ۱۹ نومبر کو قادیان کے تینوں حلقہ جات نے گروپ بنا کر مضافات میں غیر مسلم خواتین کو جلسوں میں شمولیت کی دعوت دی ۲۰ نومبر کو نصرت گرلز سکول میں تبلیغی جلسہ کیا گیا جلسہ کی صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے کی جس میں ۳۲ غیر مسلم خواتین نے بھی شرکت کی سب کی چائے و شیرینی سے تواضع کی گئی ۲۱ نومبر کو ننگل میں امۃ العزیز صاحبہ کے مکان پر تبلیغی جلسہ کیا گیا ۵۰ غیر مسلم خواتین نے بھی شرکت کی تمام حاضرین کی تواضع حلقہ ناصر آباد کی لجنہ کی طرف سے کی گئی جلسہ کا بہت اچھا اثر ہوا ۲۲ نومبر کو نصرت گرلز کالج میں تبلیغ کے لئے جلسہ ہوا۔ ۱۰۰ کے قریب غیر مسلم خواتین نے شرکت کی تمام حاضرین کی تواضع کی گئی ۲۶ نومبر کو نیشنل یوم تبلیغ منایا گیا اجتماعی دعا کے بعد ۱۳۰ ممبرات پر مشتمل ۱۴ گروپ بنائے گئے اور قادیان کے مختلف محلہ جات میں جا کر تبلیغی گفتگو کی اور لٹریچر تقسیم کیا ۹ تا ۱۲ دسمبر کو لجنہ کے ایک وفد نے ۱۰ دیہات کا دورہ کیا بفضلہ تعالیٰ ۲۷۳ بیعتیں ہوئیں

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے

نصرت بیگم بدر نائب صدر لجنہ قادیان

باقی ص ۹ کالم ۱-۲ پر دیکھیے

تبصرہ

نام کتاب : "روداد وطن" (منظوم)
شاعر : شاد بلگوی (اوم پرکاش سیال شاد۔ قصبہ بلگہ۔ جالندھر۔ پنجاب)
تعداد صفحات : ۲۸۶ — ایڈیشن اوّل
قیمت : ۴۰ روپے
ناشر : شاد پبلیکیشنز ۱۱/۳۰۲ گلی نمبر ۱۵، کرشنا نگر۔ ہوشیار پور (پنجاب)

شاد صاحب سے میری ملاقات پہلی مرتبہ گزشتہ ماہ مانوتا مندر ہوشیار پور میں مانوتا مندر مشن کے ہیڈ جناب ایشور چندر شرما صاحب کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ اور وہیں ان کی ایک نظم بعنوان "سبھی مانتے ہیں خدا ایک ہے" جناب رتن سنگھ جی ہوشیار پوری نے پڑھ کر سُنائی تھی۔ ساتھ ہی شاد صاحب نے اپنا اُردو مجموعہ کلام بعنوان "رُودادِ وطن" اور پنجابی منظوم کلام بعنوان "کلیشا" تحفۃً دیا۔ اُن کی مذکورہ نظم نے خاکسار کے دِل و دماغ پر گہرا اثر کیا۔ (یہ نظم اِسی صفحہ کے کالم نمبر ۳، ۴ پر ملاحظہ فرمائیں) اسی سے مجھے تحریک ہوئی کہ "رودادِ وطن" کا بھی مطالعہ کروں۔

شاد صاحب نے 'رودادِ وطن' کے صفحات میں احترام آدمیت اور اتحاد و اتفاق پر جو انمول موتی اور خوشبودار پھول بکھیرے ہیں وہ یقیناً اس قابل ہیں کہ آج کے دور میں ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ شاد صاحب اُردو اور پنجابی کے صاف ستھرے اور سنجیدہ مزاج شاعر ہیں۔ ہلکے سے طنز میں آپ تعصب اور مذہبی جنون کے خلاف بہت گہری باتیں کہہ جاتے ہیں۔ 'رودادِ وطن' کے علاوہ آپ کا اُردو مجموعۂ کلام "سوزِ دروں" کے نام سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

اگرچہ آپ کا تعلق پنجاب کی سرزمین سے ہے لیکن بہت دُور سمندر پار اِن دنوں آپ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ اور وہاں پر بھی اپنے خوبصورت فن کے ذریعے شمعِ انسانیت کو روشن کئے ہوئے ہیں۔ مَیں تو آپ کو ایک احمدی مزاج شاعر ہی سمجھتا ہوں۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ ہمیشہ یونہی انسانیت کی خدمت کرتے رہیں۔ رُخصت سے قبل ذیل میں عزمِ شاد ملاحظہ فرمائیے! ؎

بناؤں گا مسلماں کو شریک دردِ ہندو کا
مَیں ہر ہندو کو شیدائے مسلماں کر کے چھوڑوں گا
پڑھے جائیں گے جا کر مسجدوں میں وید کے منتر
اِدھر مندر میں بھی مَیں وِردِ قرآں کر کے چھوڑوں گا

کینیڈا میں شاد صاحب کا ایڈریس :-

1803 - 225 RIVER SIDE
WINDSOR (ONTARIO)
CANADA - N 9 A 6T6

(م۔ ل۔ خ)

سبھی مانتے ہیں خُدا ایک ہے
تو پھر ایک سے کیوں جُدا ایک سے ہے؟

کوئی کہہ رہا ہے اِدھر آئیے!
یہ متھرا ہے کاشی ہے۔ ہری دوار ہے
جُھکا جا کے ننکانہ میں کوئی سر
شبد کیرتن سے ملی شانتی
کسی دِل میں کعبہ کی تعظیم ہے
یسُوع کو خداوند مانے کوئی
سبھی اپنی اپنی لگاتے ہیں رٹ
غلط کِس کو، اب ٹھیک کِس کو کہیں؟
خدا ورنہ تکتا ہی رہ جائے گا
جُنوں سر پہ مذہب کا ہو جب سوار
کٹے بھائی کے ہاتھوں بھائی کا سر
اِدھر پاٹھ پُوجا۔ نمازوں پہ زور
جو مُنہ میں ہے رام اور بغل میں چھُری
ہم اِن بندھنوں سے جو اُوپر اُٹھیں
محمدؐ ہے، عیسیٰؑ ہے یا رامؑ ہے
یہی گرنتھ گیتا کا اُپدیش ہے
اگر پیار کرنا ہے بھگوان سے
اگر من کے مندر میں جھانکیں ذرا
وہ مسجد ہو۔ مندر ہو۔ گورو دوار ہو
وہاں بھُول کر بھی نہ جائیں کبھی!
بنی نوعِ اِنساں کی خدمت کریں
کسی بے سہارا کو اِمداد دیں
یہی سچی بھگتی۔ عبادت یہی
خُدا کو وہی کچھ سمجھ پائے گا
خُدا اُس کے۔ وہ ہے خدا کے قریب
ہیں نسل اور مذہب کے جھگڑے فضول
کرے پیار جو شاد! اِنسان سے

میری مانیئے اِس بارے سُکھ پائیے!
یہاں گیان بُدھی کا بھنڈار ہے
وہیں پر خدا اس کو آیا نظر
ہوئی دِل کو حاصل حقیقی خوشی
اُسے پیاری قرآں کی تعلیم ہے
کہ کہلایا بیٹا خُدا کا وہی
مگر بند ہیں سب کے ہردیہ کے پٹ
مناسب یہی ہے کہ بس چُپ رہیں
لہُو آدمیت کا بہہ جائے گا
درندوں میں ہو آدمی کا شُمار
نِکل جائے سینے سے مالک کا ڈر
اُدھر قتل۔ دنگے۔ فسادوں پہ زور
تو پھر پاٹھ پُوجا ہے کِس کام کی؟
تو اِنساں کو اِنساں کے ناطے ملیں
محبت ہی ان سب کا پیغام ہے
محبت ہی نانکؒ کا سندیش ہے
تو پہلے کرو پیار اِنسان سے
تو لگ جائے اُس بے نشاں کا پتا
جہاں بُغض و نفرت کا پرچار ہو
نہ اِیمان اپنا گنوائیں کبھی!
چلیں نیک راہ پر خدا سے ڈریں!
دُکھی دردمندوں کا دُکھ بانٹ لیں
ہے مالک سے مِلنے کی صورت یہی
جو اپنے پرائے کو اپنائے گا
ہوئی دولتِ صبر جس کو نصیب
یہ بیگانگی ہے بڑی سخت بھُول
اُسے پیار سچا ہے بھگوان سے

☆ شاد بلگوی ہوشیار پوری۔ حال مقیم ۵ ۲۲۵ رِوَر سائیڈ ڈرائیو وِنڈسر "انٹاریو" کینیڈا۔

طالبِ دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19-A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA — 700081.

☆ PHONE — 543105
Star CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS.
105/661, OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN. 208001.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

PHONE - 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072.

ایبٹ آباد میں

جماعتِ احمدیہ کی مسجد کو سیل کر دیا گیا

احمدی گھروں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں

(پریس ڈیسک)۔ پاکستان سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہُوا ہے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۶ء کو ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد محمد ریاض خان کے حکم سے جماعتِ احمدیہ کی مسجد تنولی ہاؤس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک عرصہ سے "مجلس تحفظ ختمِ نبوت" والے جماعتِ احمدیہ کے افراد کو مسجد کے استعمال سے روکنے کی تدابیر کر رہے تھے۔ چنانچہ جُمعہ کی نماز کے بعد جب وہ اپنے گھروں کو واپس جاتے تو ان پر آوازے کسے جاتے، دھمکیاں دی جاتیں اور ایک دفعہ تو پولیس کی موجودگی میں بازار میں ان پر حملہ کیا گیا اور مارا پیٹا گیا۔ بعض دفعہ احمدیوں کو اغوا کر کے ویرانے میں لے جا کر تشدّد کیا گیا۔ جب ان حرکات سے بھی انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو مُلّاؤں کا ایک گروہ ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد کے پاس پہنچا اور مسجد کو سیل کرنے کا مطالبہ کیا جس پر ڈپٹی کمشنر نے مسجد احمدیہ کو سر بمہر کرنے کا حکم جاری کر دیا اور کہا کہ احمدیوں کو پورے ضلع ایبٹ آباد میں نمازوں کی ادائیگی کے لئے کسی بھی جگہ کے استعمال کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

نیز یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۶ء کو پولیس مکرم تنویر احمد صاحب ولد فضل الرحمان صاحب کو اُن کے گھر سے گرفتار کر کے لے گئی ہے۔ ان کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۱/۷-۱ مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے احمدی گھروں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں اپنے ان مظلوم بھائیوں کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان معصوم احمدیوں کو ظالموں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

گھانا میں عنقریب جماعتِ احمدیہ کے زیرِ انتظام

ساتویں ہسپتال کا آغاز ہونے والا ہے

جماعتِ احمدیہ گھانا مغربی افریقہ کے ماہنامہ اخبار "دی گائیڈنس" کے مطابق عنقریب اپر ویسٹ ریجن میں KALEO کے مقام پر جماعتِ احمدیہ کے زیرِ انتظام ساتواں اسپتال باقاعدہ کام شروع کر دے گا۔ اس سے پہلے گھانا میں اگونا۔ ٹیچیمان۔ کوکوفو۔ آسوکورے اور DABOASE کے مقام پر احمدیہ اسپتال خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں کماسی کے قریب BOADI کے مقام پر ایک ہومیوپیتھک کلینک بھی بنی نوعِ انسان کی خدمت کر رہا ہے۔

مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے اخبار کو بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے KALEO کے مقام پر نئے اسپتال کے اجراء کی منظوری مل چکی ہے اور اس غرض سے ڈاکٹر نصیر احمد صاحب یہاں پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت عارضی طور پر ایک بلڈنگ میں کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ جونہی اسپتال کی عمارت مکمل ہوئی نئی عمارت میں یہ اسپتال بھرپور طریق پر کام شروع کر دے گا۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ اسی طرح ملک میں ایک مزید ہومیوپیتھک کلینک بھی جلد ہی شروع کیا جائے گا۔ اس کلینک کے لئے ڈاکٹر شبّیر حسین صاحب پہلے سے ہی گھانا پہنچ چکے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲-فروری ۱۹۹۶ء ۱۶)

مخلص اور فدائی عرب دوست

جنابِ حلمی الشّافعی مصری وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

احبابِ جماعت کو نہایت افسوس اور دُکھی دِل سے اطلاع دی جاتی ہے کہ نہایت ہی معزز عرب دوست جناب حلمی الشافعی صاحب ۱۲ فروری کو حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴ فروری کے درس القرآن میں محترم موصوف کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ فرمایا اور قبل از نمازِ ظہر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی پھر احمدیہ قبرستان لنڈن میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ ع

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دِل تو جاں فدا کر

حلمی الشافعی مرحوم ۱۹۲۹ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے الأزھر یونیورسٹی سے B.Sc. اور پھر پٹرولیم انجینئرنگ کا دو سالہ کورس کیا اور بسلسلہ ملازمت متعدد عرب ممالک میں مقیم رہے۔ ۱۹۶۵ء میں عرب احمدی مصطفیٰ ثابت صاحب سے ملاقات ہوئی اور دو سال کی تحقیق کے بعد ۱۹۶۷ء میں آپ کو قبولِ احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں آپ نے پہلی بار ربوہ جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی پھر قادیان کی زیارت کی بھی توفیق ملی۔ اسی طرح سری نگر کشمیر جا کر قبرِ مسیحؑ کی بھی زیارت کی۔ آپ نے ۱۹۸۶ء میں اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کر دی اور تب سے ۱۹۹۴ء تک بحیثیت امیر جماعت مصر خدمت کی توفیق پائی۔ نیز عربوں میں تبلیغ کے لئے کئی ممالک کے دورہ جات کئے۔ ۱۹۹۴ء میں حضور انور کے ارشاد پر آپ برطانیہ تشریف لے گئے اور تا وفات عربک سیکشن کے انچارج اور عربی ماہنامہ "التقویٰ" کے مُدیر رہے۔ عرب بھائیوں کے لئے مُسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے پروگرام "لقاء مع العرب" کے حوالے سے بھی آپ بہت معروف رہے۔

"لقاء مع العرب" پروگرام میں آپ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی بیان کا ترجمہ اس قدر اپنائیت سے کرتے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ گویا آپ حضور کی جان میں اُتر گئے ہیں۔ جس مزاج کے ساتھ حضور بیان فرماتے تھے آپ عین اُسی مزاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترجمہ کرتے تھے۔ حضور ہنستے تو آپ بھی ہنستے، حضور پر رقّت طاری ہو جاتی تو آپ بھی رقیق ہو جاتے۔ حضور نے آپ کے ترجمہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ حلمی الشافعی کے اس انوکھے ڈھنگ کے ترجمے سے ترجمے کے باب میں ایک نیا اور انوکھا اضافہ ہُوا ہے۔

خلافت سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ وفات سے قبل مصر تشریف لے گئے تھے۔ جہاں پر پہلی مرتبہ دِل کا حملہ ہُوا۔ ڈاکٹروں نے سفر کی اجازت نہ دی لیکن اِصرار سے لنڈن واپس آنے کی رُخصت حاصل کر لی۔ اور لنڈن پہنچ کر اپنے آقا کے قدموں میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ادارہ بدر مرحوم کی وفات پر سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، مرحوم کے خاندان اور جملہ احبابِ جماعت عالمگیر سے دِلی تعزیت کرتا ہے۔

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فریضہ ہے۔ (مینیجر بدر)

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15

साप्ताहिक 'बद्र'

कादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 3 हिन्दी भाग 8-15 फरवरी 1996, अंक 6-7

पवित्र क़ुर्आन

उस रब्ब की उपासना करो जिसने तुम्हें पैदा किया

हे लोगो अपने उस रब्ब की उपासना करो जिसने तुम्हें तथा तुम से पहले हो चुके लोगों को पैदा किया है ताकि तुम (समस्त प्रकार के संकटों से) बचो।

उसी ने तुम्हारे लिए धरती को विछौना और आकाश को छत के रुप में बनाया तथा बादलों से पानी उतारा फिर उसके द्वारा तुम्हारे लिए फलों जैसी जीविका पैदा की सो तुम जानते बूझते हुए अल्लाह के साझी न बनाओ।"

(अल-बक़र : 22,23)

हदीस शरीफ

लोगों पर रहम करो

फ़र्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम।

"जो व्यक्ति लोगों पर रहम (कृपा) नहीं करता, उस पर अल्लाह भी रहम नहीं करता।" (बुखारी)

मुस्लिह मौऊद के बारे में पेशगोई

(हिन्दी मे अनुवाद)

सय्यदना हज़रत मसीह मौऊद व महदी माहूद अलैहिस्सलाम मुस्लिह मौऊद के बारे में महान भविष्यवाणी का वर्णन करते हुए फ़र्माते है :-

अनन्त कृपालु एवं दयालु प्रभु ने जो सर्वशक्तिमान है (जल्ला शनहू व अज़्ज़ा इस्मुहू महाप्रतापी तथा जिसका नाम अति सत्कार योग्य है) मुझ को अपने इल्हाम से सम्बोधित करके फरमाया कि मैं तुझे एक रहमत का निशान देता हूं उसी के अनुरुप जो तूने मुझ से मांगा। अतः मैंने तेरी करुणायाचनाओं को सुना और तेरी दुआओं (प्रार्थनाओं) को स्वीकृति प्रदान की और तेरी यात्रा को जो होशियारपुर और लुधियाना की है) तेरे लिए शुभ बना दिया। अतः कुदरत और रहमत और कुरबत का निशान तुझे दिया जाता है। फ़ज़ल और एहसान का निशान तुझे दिया जाता है। और विजय तथा सफलता की कुंजी तुझे मिलती है। हे मुज़फ्फर तुझ पर सलाम। खुदा ने यह कहा ताकि वे जो कब्रों में दबे पड़े हैं बाहर आएं और इस्लाम धर्म (स्वीकार करने का सौभाग्य और कलाम-उ-ल्लाह अर्थात् कुर्आन शरीफ की प्रतिष्ठा उन पर प्रकट हो। और सत्य अपनी समस्त बरकतों (वरदानों के साथ आ जाए और झूठ अपने समस्त दुष्प्रभावों के साथ भाग जाए। और लोग समझें कि मैं क़ादिर (अर्थात सर्व शक्तिमान हूं) और जो चाहता हूं करता हूं ताकि वे विश्वास करे कि मैं तेरे साथ हूं और वे जो खुदा के अतिरिक्त पर ईमान नहीं लाते, और खुदा और खुदा के दीन (अर्थात इस्लाम धर्म) और उस की किताब (अर्थात कुर्आन शरीफ) और उसके पवित्र रसूल मुहम्मद मुस्तफा (सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम) को इन्कार और झुठलाने की दृष्टि से देखते हैं, को एक खुली निशानी मिले और अपराधियों का मार्ग प्रकट हो जाए। अतः तुझे बिशारत (शुभ समाचार) हो कि एक महाप्रतापी और पवित्र लड़का तुझे दिया जाएगा और एक सच्चरित्र एवं गुणवान (लड़का) तुझे मिलेगा। वह लड़का तेरे ही बीज से तेरी ही सन्तान और नस्ल होगा। खूबसूरत पवित्र लड़का तुम्हारा मेहमान आता है उस का नाम अन्मवाईल और बशीर भी है। उस को मुक़द्दस रुह दी गई है और वह मलिनता से पवित्र है। वह नूरुल्लाह (ईश्वर की ज्योति) है। मुबारक वह जो आसमान से आता है। आता है। उस के साथ फ़ज़ल है जो उस के आने के साथ आएगा वह महाप्रतापी, प्रतिष्ठावान और धनवान होगा।

वह दुनिया में आएगा और अपनी मसीही आत्मा और रुहुल हक़ की बरकत से बहुजनों को बिमारियों से साफ करेगा। वह कलिमतुल्लाह है क्योंकि खुदा की रहमत व ग़य्यूरी (स्वाभिमानता) ने उसे अपने कलिमा-ए-तमजीद से भेजा है। वह बड़ी सूक्ष्म बुद्धि वाला और समझबूझ वाला और विनीत हृदयी होगा और भौतिक एवं आध्यात्मिक विद्याओं से परिपूर्ण किया जाएगा वह तीन को चार करने वाला होगा 'इसके अर्थ समझ में नही आए' दोशबा है मुबारक दोशंबा फ़रजन्दे दिलबंद, गिरामी अरजुमन्द, मज़हरुल अव्वले वल आखिर, मज़हरुल हक्कि वल अलाअ, कअन्नल्लाहो नज़ल मिनस्समाइ जिस का आगमन बहुत मुबारक और अल्लाह की प्रताप प्रकट होगा नूर आता है नूर जिसको खुदा ने अपनी रज़ामंदी के इतर से स्पर्श किया। हम उस में अपनी रुह डालेंगे खुदा की छाया उस के सिर पर होगी। वह जल्द जल्द बढ़ेगा और उसके द्वारा गुलामों को आज़ादी प्राप्त होगी और ज़मीन के किनारों तक ख्याति पाएगा और क़ौमें उससे बरकत पाएंगी तब अपने अन्तिम लोक की ओर उठाया जाएगा। व कान अम्रम्मक़ज़िय्या।

[इश्तेहार 20 फरवरी 1886 पृ० 3]

अहमदिय्या सम्प्रदाय के दूसरे खलीफ़ा

हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद रज़ियल्लाहो अनहो

इस्लाम धर्म के संस्थापक हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम ने इस्लाम के पतन के समय एक आध्यात्मिक पुत्र के आविर्भाव की शुभ सूचना देते हुए बताया था कि वह इस्लाम के पुनरुत्थान और पवित्र कुर्आन के अनुष्ठान के लिए काम करेगा और उसके द्वारा धरती पर इस्लाम की आध्यात्मिक विजय होगी आपने अपने इस आध्यात्मिक पुत्र को मसीह और महदी की संज्ञा दी और उसके सम्बन्ध में बताया कि वह विवाह करेगा और उस की सन्तान भी होगी । इसमें इस ओर संकेत था कि यह विशेष विवाह होगा और इसके द्वारा अल्लाह तआला मसीह मौऊद को ऐसी सन्तान देगा जो उसके काम में सहायक सिद्ध होगी ।

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम ने हरे रंग के काग़ज पर एक विज्ञापन प्रकाशित किया जिस में इस मौऊद सुपुत्र के बारे में लिखा कि इसका नाम इल्हामी शब्दों (ईशवाणी) में 'फ़ज़ल रखा गया है और इसका दूसरा नाम 'महमूद' और तीसरा नाम द्वितीय बशीर' भी है और एक इल्हाम में इसका नाम 'फ़ज़ल-ए-उमर' भी बताया गया है ।

अतः हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद ने 12 जनवरी सन् 1889 ई० को हज़रत नुसरत जहाँ बेगम के गर्भ से जन्म लिया ।

हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब ने ज़िला बोर्ड के प्राइमरी स्कूल क़ादियान में और सन् 1892 ई० में तालीमुलइस्लाम स्कूल की स्थापना हो जाने पर उस में शिक्षा ग्रहण की । परन्तु आश्चर्य की बात है कि आपको विद्यार्थी जीवन में कभी भी पुस्तकीय शिक्षा में रुचि नहीं हुई अतः इन्ट्रेन्स (मैट्रिक) की सरकारी परीक्षा में सफल न हो सके और आपकी भौतिक शिक्षा की यही अन्तिम सीमा है । परन्तु यह कोई आकस्मिक घटना नहीं थी अपितु विधाता की गुप्त नियति का एक महान् चमत्कार था क्योंकि बाद की घटनाओं ने बताया कि अल्लाह तआला स्वयं आपका शिक्षक एवं पथप्रदर्शक बनना चाहता था अतः आपके सम्बन्ध में यदि स्कूलों और पाठशालाओं के अध्यापकों की इच्छाएं पूरी हो जाती और आप बड़ी बड़ी डिग्रियां भी प्राप्त कर लेते तो ख़ुदा की शिक्षा का किस प्रकार प्रदर्शन हो सकता अतः दुनिया ने देखा कि आप आध्यात्मिक ज्ञान में ही नहीं अपितु सांसारिक शिक्षाओं में भी इस्लाम की किसी सच्चाई पर आक्षेप करने वाला चाहें वह भौतिक ज्ञान विज्ञान का कितना महान् विद्वान क्यों न हो वह आपके सामने एक साधारण बालक की भाँति दीख पड़ता और अल्लाह तआला की इस भविष्यवाणी को लोगों ने अपनी आँखों से पूरा होते हुए देखा कि "वह भौतिक एवं आध्यात्मिक ज्ञान में दक्ष किया जाएगा ।

सितम्बर सन् 1912 ई० में पहली बार आप मिस्र गए और फिर मक्का जाकर हज्ज किया और इस यात्रा में धर्म प्रचार के कामों में व्यस्त रहे ।

जून सन् 1913 ई० में आपने अहमदिय्या सम्प्रदाय का समाचार पत्र 'अल्फ़ज़ल' जारी किया ।

13 मार्च सन् 1914 ई० शुक्रवार को अहमदिय्या सम्प्रदाय के प्रथम उत्तराधिकारी हज़रत मौलाना नूरुद्दीन साहिब का देहावसान हुआ और 14 मार्च, शनिवार को तीसरे पहर अहमदिय्या सम्प्रदाय के लोग मस्जिद-ए-नूर क़ादियान में एकत्र हुए ।

जहां आपको हज़रत मसीह मौऊद अलै० का दूसरा खलीफा चुना गया आपने अहमदिय्या सम्प्रदाय की बागडोर अपने हाथों में ली और जमाअत की प्रगति एवं उन्नति के लिए जो महान् कार्य किए उनकी गणना असम्भव है । संक्षेप में कुछेक कार्यों का उल्लेख यहां पर किया जाता है

आपका एक विशेष उल्लेखनीय कार्य देश के अन्दर और बाहर विदेशों में इस्लाम के प्रचार के लिए एक सुदृढ़ संस्था का निर्माण करना है । आपने ख़िलाफ़त की गद्दी पर आरूढ़ होने के तरन्त पश्चात् यह घोषणा की कि सर्वप्रथम कार्य इस्लाम के प्रचार का कार्य होगा ।

12 अप्रैल, सन् 1914 ई० को आपके आदेशानुसार इस्लाम के प्रचार सम्बन्धी मामलों पर विचार विमर्श के लिए देश भर के अहमदी प्रतिनिधियों पर आधारित एक सलाहकार समिति नियुक्त हुई । आपने इस समिति को सम्बोधित करते हुए कहा कि "मैं चाहता हूं कि हमारे लोगों में से कुछ लोग ऐसे हों जो प्रत्येक भाषा के ज्ञाता हों ताकि हम सभी भाषाओं द्वारा सरलतापूर्वक प्रचार एवं प्रसार के काम को कर सकें ।"

इस काम को सम्पन्न करने के लिए आपने सन् 1919 ई० में एक संस्था क़ायम की तथा मदरसा अहमदिय्या को एक आधार-शिला का रुप प्रदान किया और इसकी उन्नति के लिए अनेक प्रयत्न किए यहां तक कि इस मदरसा की उन्नति दे कर जामिआ तक पहुंचाया । यह सभी प्रयत्न केवल इस लिए किए कि इस्लाम के प्रचार हेतु विद्वान एवं धर्मीय कर्मचारी सुलभ हो सके । फिर विदेशों में इस्लाम के लिए प्रचार केन्द्र स्थापित किए और जिस समय आपका स्वर्गवास हुआ उस समय तक 46 देशों में इस्लामी प्रचार केन्द्र स्थापित हो चुके थे जिनमे ख़ुदा तआला के फ़ज़ल से अत्यन्त धर्म निष्ठ जमाअतें क़ायम हैं ।

एक महान् कार्य आपके द्वारा यह भी सम्पन्न हुआ कि आपने अनेक प्रमुख 14 भाषाओं में पवित्र कुर्आन का अनुवाद करवाया ।

अहमदिय्या सम्प्रदाय का मूल उद्देश्य यह है कि हज़रत मोहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम की शिक्षाओं को फैलाया जाए और उस पर चल कर आध्यात्मिकता के सर्वश्रेष्ठ स्थान तक मानव को पहुंचाया जाए । इसलिए सम्प्रदाय ने जहां-जहां अपने प्रचार केन्द्र खोले और इस सम्प्रदाय में लोग शामिल होने शुरु हुए वहां वहां आपने मस्जिदों के निर्माण की ओर भी विशेष रुप से ध्यान दिया क्योंकि मस्जिदें धार्मिक शिक्षाओं के लिए पाठशालायों और स्कूलों का काम देती है और शिक्षा-दीक्षा और समाज सुधार के लिए मस्जिदों का होना अत्यन्त आवश्यक है । अतः सम्प्रदाय के दूसरे खलीफा हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब ने इस ओर विशेष ध्यान दिया । फल स्वरुप आपके समय में विदेशों में अनेक मस्जिदों का निर्माण हुआ ।

आप 52 वर्ष तक ख़िलाफ़त की गद्दी पर आरुढ़ रहे । आपने अपने इस ख़िलाफ़त के समय में अनेक आश्चर्यजनक काम किए । राजनैतिक समस्याओं में आपने मुसलमानों का पथ प्रदर्शन किया और उनको सही रास्ता दिखाया ।

बब्वल प्रिंटिंग प्रैस कादियां फोन 20121

प्रिंटर व पब्लिशर मनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी